کتاب: تحدیثِ نعمت
مصنف: مولانا ناصر خان نعمتؔ مصباحی
کمپوزنگ: نیاز احمد (سنت کبیر نگر، یو پی)
اشاعت: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۱ مارچ ۲۰۱۷ء
تعداد: ۱۱۰۰
بموقع: عرس حضور حافظ ملت و جشن دستار فضیلت
صفحات: 104

---کتاب ملنے کا پتہ---

(۱)۔ نوری کتاب گھر، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ یو پی۔
(۲)۔ المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ یو پی۔
(۳)۔ مکتبہ حافظ ملت، چھوٹی ارجنٹی مبارک پور، اعظم گڑھ یو پی۔

فہرست

شرف انتساب

میری یہ حقیر کاوش

ملت کے دو عظیم رہنما، حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضور حافظ ملت شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے نام جن سے ساری دنیائے اہل سنت فیض یاب ہے۔

اور

والدین کریمین کے نام

جنہوں نے مجھے دینی تعلیم سے روشناش کرایا اور اس سے ہمیشہ متعلق رہنے کی تلقین فرمائی اور اس قدرتی پاکیزہ نعمت کے نام جس نے میرے الفاظ کو اشعار کے قالب میں ڈھلنے کا ہنر بخشا۔

اللھم ارحمھما کما ربیانی صغیرا

ناصر خان نعمتؔ مصباحی

ساہو، دربھنگہ، بہار

+918674840809

شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

جناب مولانا غلام محمد سفیر صدیقی صاحب

سیوان، بہار

میرے بہت ہی عزیز دوست جناب ناصر خان نعمت مصباحی صاحب کا پہلا مجموعۂ کلام ''تحدیثِ نعمت'' ابھی میری نظروں کے سامنے ہے۔ موصوف میرے بہت ہی قریبی دوستوں میں سے ایک اور ایک باصلاحیت شاعر، بلکہ استاد شاعر ہیں جو کم عمری میں ہی شاعری کے اسرار و رموز سے نہ صرف واقف ہو چکے ہیں بلکہ بحیثیت استاد تشنگانِ ادب کی تشنگی کا مداوا بھی کر رہے ہیں۔

موصوف نے ضلع دربھنگہ کے ایک گاؤں ساہو کے ایک معزز اور شریف خاندان میں آنکھ کھولی۔ موصوف کا پورا نام ناصر حسین خان اور تخلص نعمت مصباحی ہے۔ ۲۰۰۴ء میں دربھنگہ میں ہی تعلیم کا آغاز کیا اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے ازہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا رخ کیا اور ۲۰۱۲ء میں وہاں داخلہ لیا اور اس سال یعنی ۲۰۱۷ء میں دستارِ فضیلت سے نوازے جائیں گے۔

شاعری کا آغاز ۲۰۱۵ء کے اوائل میں جامعہ اشرفیہ کی طرحی نشستوں سے کیا اور پھر مبارک پور اور اس کے نواح کے مشاعروں اور ماہانہ شعری نشستوں میں بھی حصہ لینے لگے۔ اور دو سال کے اس مختصر عرصے میں ۲۰۰ سے زائد غزلیں اور ۳۰۰ سے زائد نعتیہ کلام سے صفحات کو مزین کر چکے ہیں جو اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔ جلد ہی موصوف کا غزلیہ مجموعہ بھی بنام ''نعمتِ عظمیٰ'' منظرِ عام پر آنے والا ہے۔

فنِ شعر و شاعری اتنا آسان نہیں جتنا کہ سمجھا جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ تک بندی کر دینا بہت آسان ہے اور عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ شاعری فقط لفظوں کا ہیر پھیر ہے اور کچھ نہیں لیکن بہت پہلے آتش کہہ گئے ؎

شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

خونِ جگر سے گلشنِ فکر کی آبیاری کی جاتی ہے تب کہیں جا کر شاعری کا کنول اپنی رعنائیاں بکھیرتا ہے اور صفحات پر اپنے انمٹ نقوش ثبت کرتا ہے ورنہ الفاظ کا ہیر پھیر اہلِ زبان کے لیے مشکل امر نہیں لیکن پھر بھی تمام اہلِ زبان شاعر نہیں ہوتے بلکہ ان میں صرف چند ایسے جگر سوز ہوتے ہیں جن کے لفظوں میں اثر آفرینی اور جن کے اشعار میں حلاوت و شیرینی ہوتی ہے۔

یوں تو شاعری کی تمام اصناف اپنی اپنی منفرد شناخت اور مقام کی حامل ہیں لیکن نعت گوئی شاعری کی تمام اصناف میں سب سے مشکل اور باریک بینی کا متقاضی ہے جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں خود شاعرِ موصوف اپنے اس مجموعے میں رقم طراز ہیں ؎

کسک ہو درد و جلن ہو تو نعت ہوتی ہے
محبتوں کی اگن ہو تو نعت ہوتی ہے
جگر کے خون سے الفاظ کے نشیمن کو
سنوارنے کی لگن ہو تو نعت ہوتی ہے

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نعت گوئی صرف صاحبِ نظر کا خاصہ ہے۔

موصوف کی شاعری کی خاص بات یہ ہے کہ یہ ایک منہج پر چلنے کے عادی نہیں ۔ یہ ذہین اور پر مغز شاعر ہیں جو اپنے منفرد اسلوب کے ساتھ تحدیثِ نعمت میں جلوہ افروز ہیں۔ اس مجموعے کی تمام نعتیں عشقِ رسول ﷺ کی رعنائیوں کے ساتھ نعت گوئی کے ارفع مقام کو چھوتی نظر آتی ہیں۔ جناب ناصر خان نعمت مصباحی صاحب کی نعتیہ شاعری میں رسالت مآب کی مدحت کا کوئی نہ کوئی اچھوتا پہلو ضرور سامنے آ جاتا ہے۔ نعتیہ اسلوب جس احترام اور مرتبے کا تقاضہ کرتا ہے، موصوف نے اس کا حق ادا

کر دیا ہے۔ چند نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں ۔

جب نام تمھارا لے لیں گے طوفان میں موجِ دریا کی
خود ہم کو کنارے پر لا کر چھوڑے گی بھنور انشاء اللہ

اور یہ شعر ۔

ترا محبوب یا رب گر کبھی مجھ سے خفا ہوگا
گلستانِ دلِ بسمل پہ اک محشر بپا ہوگا

اور یہ شعر بھی دیکھیں ۔

کیسے ہو سکتی تھی تم کو حاجتِ آبِ فرات
تھا تمھارے واسطے کوثر کا پانی یا حسین

موصوف کے اشعار میں نہ صرف یہ کہ معنویت اور خوش بیانی ہے بلکہ اشعار میں بلا کی روانی اور تسلسل بھی جوان کا حسن دوبالا کر دیتی ہے ۔

نہ پوچھو گلشنِ ہستی کا کیسا ماجرا ہوگا
نظر کے سامنے جب گنبدِ خیر الوریٰ ہوگا

اور یہ شعر ۔

ایک باپ نے اپنے پھول جیسے بیٹے
خون اگلتے دیکھا ہے کربلا کی وادی میں

شاعری استعارات اور تشبیہات کے بنا ایک ایسا پھول ہے جس میں بو نہ ہو۔ موصوف نے شاعری کی اس ضرورت کا بھی بھر پور خیال رکھا ہے اور نہایت ہیں دلنشین تشبیہات کے استعمال سے اشعار کی تزئین کاری کی ہے ۔

گلابی ہیں رخسار، آنکھیں کنول ہیں
تجھے مسکراتی کلی لکھ رہا ہوں

اور یہ شعر ۔

میری آنکھوں کے جلتے بجھتے دیے

آپ کا انتظار کرتے ہیں

اورخوبصورت استعارات کے برملا استعمال نے سونے پہ سہاگے کا کام کیا ہے۔

جاگتی راتوں کے بےتاب تسلسل کی قسم
چشمِ وا نے بھی ترے پیار کا سپنا دیکھا

اور۔

مہہ و مہر و انجم کے ان قافلوں کو
ملا نور، نورِ حبیبِ خدا سے

موصوف کے اشعار میں ایک کشش،شیرینی اور وجدآفرینی ہے۔

جہاں بھر کی بلاؤں کا، مصیبت کا، جفاؤں کا
گلہ جو بھی کریں ہم، سب مرے سرکار سنتے ہیں

اور یہ شعر۔

بے نوا ناصر ہے یوں نغمہ سرا
سامنے موجود گویا آپ ہیں

جہانِ ادب میں موصوف کے پروازِ تخیل کا حسیں نظارہ ملاحظہ کریں۔

ہو گئے کر کے صحابہ، مرجعِ عشق و وفا
مصطفٰی کے میکدے میں مے گساری واہ واہ

اور یہ شعر بھی۔

ایسا ہے شبنمی وہ ترا دستِ مہرباں
سوزِ درونِ قلب کو ٹھنڈک عطا کرے

اور موصوف کی نعتیہ شاعری کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ اس مجموعے کا ہر ہر شعر عشقِ مصطفٰی کے سمندر میں غوطہ زن نظر آتا ہے۔

بےتاب دل ہے، ہر گھڑی بس یہ دعا کرے

جاؤں درِ رسول پہ اک دن، خدا کرے

اور ؎

قضائے ناصرِ خستہ کو ان کی چوکھٹ پر
یہ التجا ہے مری اے مرے خدا! رکھنا

اور یہ شعر ؎

کہے کیسے عشق اسے کوئی، نہ ہو جس میں درد کی بے کلی
جو نبی کے عشق میں دل جلے، وہ جلن نہیں وہ تو پھول ہے

الغرض موصوف نے نعتیہ شاعری کا کما حقہ حق ادا کر دیا ہے اور عشقِ مصطفیٰ کے جام سے اپنے قلم کی تشنگی بجھا کر صفحات پر اپنے افکارِ حسنہ کی وہ شبنمی بوندیں نچھاور کی ہیں جو گلستانِ اشعار کی کلیوں میں لازوال بہار کا پیامبر ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ موصوف کی فکر میں بلندی، تخیل میں کمال اور قلم میں مزید روانگی عطا فرمائے اور یوں ہی مدحتِ سرکار کا فریضہ انجام دیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

غلام محمد سفیرؔ صدیقی

سیوان (بہار)

7033703962

safeersiddiqui16@gmail.com

تیرا سرمایۂ ہستی ہے فقط عشقِ رسول

مہتابؔ پیامی، مبارک پور

کسی شاعر کے لیے مدح سرکار دو عالم کسی اعزاز سے کم نہیں۔ جس طرح ہر انسان شاعر نہیں ہو سکتا اسی طرح ہر شاعر کے مقدر میں نعت گوئی کی سعادت نہیں ہو سکتی۔ نعت گوئی کی روایت میں شعرائے کرام ابو طالب سے لے کر آج تک انتہائی قابل قدر مدحتوں کے نذرانے پیش کرتے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہیں جن کی ہمنوائی اہل ایمان کا افتخار بھی ہے اور اعتبار بھی۔ عربی اور فارسی کے بعد اردو زبان کے شاعروں نے فن نعت گوئی کو بہت فروغ دیا۔ نعت میں نئے نئے مضامین اور مدح و ثنائے مصطفیٰ کے اچھوتے پہلو سامنے آئے۔ یقینا نعت گوئی کا سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔

ناصر خان نعمت مصباحی کی نعتوں کا مجموعہ پڑھنے کا موقع ملا۔ زیادہ تر نعتیں انھوں نے مصرعوں پر کہی ہیں، آپ میرے انگریزی کے استاذ جناب ماسٹر مظہر علی چشتی صاحب سے اصلاح لیتے ہیں، ماسٹر مظہر صاحب ایک بزرگ اور سایہ دار شجر محبت ہیں، خود بھی محبت رسول سے سرشار ہیں اور نعت کے ایک عمدہ شاعر بھی۔ نعمتؔ مصباحی صاحب نے اپنا مجموعہ میرے حوالے کرتے ہوئے اس پر کچھ لکھنے کا حکم فرمایا۔ سچ یہ ہے کہ نہ تو میں علم و فن کا ماہر ہوں نہ شاعری کے بحر کا شناور۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ میں سرکار مدینہ سے محبت کے ساتھ ساتھ ان کے حضور اپنے عاجز الفاظ میں

حاضری لگواتا رہتا ہوں۔ مجھے نعت گوئی پر فخر بھی ہے اور تشکر بھی۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے شاعری کی تھوڑی بہت سمجھ بوجھ اسی لیے ملی ہے کہ میں رسول کریم ﷺ کی مدح وثنا کے واسطے سے اپنے لیے دنیا و آخرت کی سرخروئی کا سامان کرتا رہوں۔

نعمتؔ کی نعتوں میں سرکار مدینہ سے والہانہ اور بے پناہ محبت جھلکتی ہے۔ وہ نعت کو حضور کی نعمت اور عطا سمجھتے ہیں جو کہ سرمایہ ایمان بھی ہے۔

میں ان کی کتاب سے کوئی شعر نقل نہ کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ نعمتؔ صاحب نے اپنی نعتوں میں احتیاط کو خوب ملحوظ خاطر رکھا ہے کیونکہ" باخدا دیوانہ باش، با محمد ہوشیار" کے مصداق نعت گوئی انتہائی مشکل کام ہے۔ سرکار دوعالم کی محبت اور نعت نگاری شاید ایسا واحد میدان ہے جہاں عشق اور عقل دونوں اپنی عظمتوں کے ساتھ سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ ان کی نعتوں میں عشق رسول، حاضری کی تمنا، مدینے کی جلوہ گاہ دل ربا کے نظارے اور اپنا احوالِ دلِ زار کہنے کے اشارے موجود ہیں۔ امید ہے کہ ان کا نعتیہ مجموعہ بارگاہ سرورکونین میں مقبول و منظور بھی ہوگا اور پڑھنے والوں کے لیے عشق محمد کو جلا دینے کا سزاوار بھی ہوگا۔ میں نعمتؔ کی نعتیہ شاعری پر رشک کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ خدا ان کو دونوں جہانوں میں کامرانیوں اور عزتوں سے نوازے۔ بایں الفاظ میری نیک تمنائی ناصر خان نعمتؔ کے ساتھ ہیں۔

نعت ہوگی تری دربارِ رسالت میں قبول
تیرا سرمایۂ ہستی ہے فقط عشقِ رسول

۱۰/فروری ۲۰۱۷ء

سخن ہائے گفتنی

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جیسا کہ عرصہ دراز سے جامعہ اشرفیہ کے طلبہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے کہ دستار علم و ادب کے موقع سے کتب دینیہ کی تصنیف و تالیف اور ترجمہ و تلخیص کے ذریعہ گم گشتگان راہ حق کو منزل مقصود سے روشناش کراتے ہیں۔

لہٰذا راقم الحروف کی بھی دیرینہ خواہش تھی کہ اپنے اشعار کو طباعت و اشاعت کے مراحل سے گزاروں اور اپنے تفکرات و خیالات کو قارئین پر پرکھوں، انھیں جذبات کے پیش نظر بموقع عرس حافظ ملت اور جشن دستار فضیلت، میں نے اپنے کلام کو کتابی شکل دی اور اس کا نام کسی حکمت کے پیش نظر ''تحدیث نعمت'' رکھا، چوں کہ تصنیف و تالیف کے میدان میں ناآزمودہ اور ان دشوار گزار وادیوں سے نابلد تھا جو اس راہ کے شہسوار کو حائل ہوتی ہے، بایں سبب جن مشقتوں اور صعوبتوں کا سامنا ہوا، وہ راہ پرخار سے کم نہ تھیں، لیکن راہ گلزار سمجھ کر طے کیا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ان ارباب علم وفن کا ذکر نہ کیا جائے جن کا اس کتاب کی طباعت و تالیف میں کسی قسم کا تعاون رہا اور ان اساتذہ کا جنھوں نے دعاوں اور مفید مشوروں سے نواز کر بڑی حوصلہ افزائی کی۔

میں سراپا سپاس ہوں استاذ الشعرا ماسٹر مظہر چشتی مبارک پوری صاحب کا جنھوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود اصلاح و ترمیم کے ذریعہ اس کتاب کی اہمیت میں چار چاند لگا دیا۔

شاعر عظیم جناب مہتاب پیامی مبارک پوری صاحب کی بارگاہ میں بھی شکر و امتنان کا گلدستہ پیش ہے ، جنہوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود کتاب کے مطالعہ کے بعد دعائیہ کلمات سے نواز کر میرے اندر امید کی کرن جلائی۔

میں بے حد شکر گزار ہوں اپنے عزیز دوست، شاعر فطرت جناب مولانا غلام محمد سفیرؔ صدیقی سیوانی صاحب کا جنہوں نے اس کتاب پر بے لاگ اور معلومات افزا تبصرہ لکھ کر علم دوستی کا ثبوت دیا۔ساتھ ہی میں احسان مند ہوں مولانا نیاز احمد سنت کبیر نگر اور مولانا نسیم القادری چمپارنی صاحبان کا جنہوں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام بحسن وخوبی انجام دیا۔

بڑی ناانصافی ہوگی اگر ایسے موقع سے ان احباب واقربا کا ذکر کیے بغیر آگے بڑھ جاؤں جن کے رفاقتوں کے سائے میں درس نظامی کا طویل تعلیمی سفر کامیابی سے ہم کنار ہوا، اور جنہوں نے مشکل ترین لمحات میں میرے ڈگمگاتے ہوئے قدم کو استحکام بخشا،ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا انعام الرحمٰن مصباحی سیتامڑھی، مولانا عمران رضا صدیقی سیوانی ،مولانا مسعود مہدیؔ مصباحی جائسی ،مولانا محمود انور مصباحی ممبئی،مولانا گلاب رضا مصباحی نیپال، حافظ عرش عالم خان ساہو دربھنگہ ،مولانا محبوب ظفرؔ دہلوی ،مولانا امتیاز احمد مدھوبنی وغیرہم۔

کتاب کی ترتیب وطباعت میں صحت کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے، پھر بھی بتقاضائے بشریت غلطیاں اور خطائیں ممکن ہیں۔

لہٰذا اہل علم کی بارگاہ میں عاجزانہ التماس ہے کہ کہیں کوئی خامی نظر آئے تو علم دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ اس کی تلافی ہو سکے۔

ناصر خان نعمتؔ مصباحی
ساہو، دربھنگہ، بہار
+918674840809

حمد

و

مناجات

بدن میں حال زبانوں میں قال دیتا ہے
گلوں میں رنگ چمن میں جمال دیتا ہے

عدم کے پردۂ معدوم میں جو رہتے ہیں
انھیں وجود کے سانچے میں ڈھال دیتا ہے

کسی کسی کو وہ رکھتا ہے فقر و فاقہ میں
کسی کسی کو عطا لازوال دیتا ہے

وہی کسی کو گدائے خبیب کرتا ہے
وہی کسی کو ادائے بلال دیتا ہے

خدا وہی ہے جو قدرت سے ایک لا شے کو
پرند کر کے ہوا میں اچھال دیتا ہے

جو چاہتا ہے تو دم میں برائے عبد منیب
سمندروں سے بھی رستے نکال دیتا ہے

اسی کی حمد وثنا عمر بھر تو کر ناصرؔ
وہی خدا ہے جو گدڑی میں لعل دیتا ہے

✵✵✵

دل مضطر کو تڑپنے کی ادا دے یارب
سوزش و درد ، تڑپ، دست دعا دے یارب
اب نہ گل چیں ہے، نہ گل رنگ، نہ خوشبو کوئی
طائر دشت کو پر، سوز نوا دے یارب
غلغلہ پھر سے اٹھا آتش نمرودی کا
پھر براہیم کو گلشن کو ہوا دے یارب
ہے یقیں دیکھ ہی لونگا میں تجلی تیری
"جلوۂ حب نبی دل میں بسا دے یارب"
نوچ لاؤں گا فلک سے میں ستاروں کا جہاں
جرأت و ہمتِ مردان خدا دے یارب
بندگی تیری کروں جان بھی تجھ پر واروں
تو مرے دل کو بھی آئینہ بنا دے یارب
تنکا تنکا میں ترے نام پہ قربان کروں
طرز صدیق تو مجھ کو بھی سکھا دے یارب
دلِ شاکر ہو عطا مجھ کو بھی اے میرے خدا
وہ بھی کیا دل ہے جو محسن کو بھلا دے یارب
ہم بھٹکتے ہی چلے جاتے ہیں لمحہ لمحہ
ہم مسلماں کو رہِ حق پہ چلا دے یارب
مہ و خورشید بھی نازاں ہوں چمک پر جس کی
دلِ ناصرؔ کو بھی کچھ ایسی ضیا دے یارب

✵✵✵

نعتیں

یادِ سرکار میں یا خدا رات بھر نیند مجھ کو نہ آئے تو میں کیا کروں
آنکھ سے اشک بہتے رہیں صبح تک درد پھر بھی نہ جائے تو میں کیا کروں

گلشن مصطفیٰ کی ہوائیں لیے حُسن شاہِ ہدیٰ کی ادائیں لیے
عشق و عرفان کی کوئی تتلی اگر میرا دامن سجائے تو میں کیا کروں

لینے آؤں جو لطف وکرم آپ کے میں چلوں جب بھی سوئے حرم آپ کے
پھر ملک میرے قدموں کے نیچے اگر اپنے پر کو بچھائے تو میں کیا کروں

جب ہو باب شہ دیں مرے ہاتھ میں انقلاب آئے میرے خیالات میں
یہ نجوم و قمر کا حسیں قافلہ مجھ سے نظریں چرائے تو میں کیا کروں

حاضری کی تڑپ ایک مُدَّت سے ہے انتظار آپ کا مجھ کو شِدّت سے ہے
یا نبی آپ کے دلنشیں شہر میں لے کے قسمت نہ جائے تو میں کیا کروں

سرور انبیا کی نوازش ہوئی رحمت و نور کی جم کے بارش ہوئی
چاندنی رات میں نوری برسات میں، آج ناصرؔ نہائے تو میں کیا کروں

✲✲✲

جان جائے یا رہے میرا یہی اعلان ہے
الفتِ سرکار میرا دین ہے ایمان ہے

یا رسول اللہ ہم جیسے گنہگاروں کو بھی
بخش دی اپنی غلامی آپ کا احسان ہے

جاگ کر راتوں کو جس نے کی دعا میرے لیے
ایسے محسن پر کروڑوں جان بھی قربان ہے

کس کی آمد ہو رہی ہے پیر کے دن یا خدا
قصرِ کسریٰ کی فصیلوں میں اٹھا ہیجان ہے

کیوں نہ ہو اس سادگی پر ناصرؔ خستہ نثار
خاک کے بستر پہ بیٹھا عرش کا مہمان ہے

٭٭٭

درد دل اور حسن نظر چاہیے	یاد سرکار میں چشم تر چاہیے
یا خدا خلد کی رہ گزر چاہیے	یعنی شاہ مدینہ کا در چاہیے
جس میں روشن ہو عشق نبی کا دیا	ایسا دل اور ایسی نظر چاہیے
عشق میرا بھی پائے گا عمر دوام	بس بلال آپ کی رہ گزر چاہیے
کچھ نہ دے کچھ نہ دے میرے مولیٰ مجھے	عشقِ شاہ مدینہ مگر چاہیے
میں پہنچ جاؤں جس سے درِ یار تک	زورِ بازو وہی بال و پر چاہیے
جس میں پنہاں ہو طیبہ کی نورانیت	ایسا نظّارہ آٹھوں پہر چاہیے
جس سے ہو تیری فرقت کا ہر غم غلط	وہ دوا اے مرے چارہ گر چاہیے
قبر میں ہوگا دیدارِ خیرالوری	اور کیا تجھ کو میری نظر! چاہیے
تیری الفت کا اے شاہ ہر دوسرا	مجھ کو دامن میں لعل و گہر چاہیے
اس زمانے کو پھر شاہ احمد رضا	آپ سا کوئی شیرِ ببر چاہیے

اپنے دل کو اے ناصرؔ مدینہ بنا
تجھ کو قرب الٰہی اگر چاہیے

✲✲✲

موج بحر عشق میں غوطہ لگانا چاہیے
دل کو نور مصطفیٰ سے جگمگانا چاہیے

وقت آ پہنچا ہے قربانی کا، جد و جہد کا
اب غلامِ مصطفیٰ کو آزمانا چاہیے

ہم مسلماں ہیں ہمیں بھی آسمانِ دہر پر
چاند تاروں سے بھی بڑھ کر جگمگانا چاہیے

انگلیاں اٹھے اگر اسلام کی ناموس پر
ہنستے ہنستے اپنا اپنا سر کٹانا چاہیے

پھر سے بڑھنے لگ گئیں ہیں کفر کی بے باکیاں
آپ کا فاروق اعظم! پھر زمانہ چاہیے

میں نہ آوارہ پھروں ناصرؔ کہیں بے زار سا
بس مجھے خیر الوریٰ کا آستانہ چاہیے

٭٭٭

عشق کا تبصرہ دیکھتے رہ گئے
ہم کلام خدا دیکھتے رہ گئے

یاد آیا ہمیں جب رخ مصطفیٰ
سورۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے

چاند تارے نبی کی ولادت کی صبح
آمنہ! گھر ترا دیکھتے رہ گئے

حسرتوں سے درر، تیرے دندان کو
اے شہ انبیا دیکھتے رہ گئے

اونچے محلوں پہ اترانے والے جو تھے
روضۂ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے

جب میں پہنچا در پاک خیرالوریٰ
ہم قدم ہم نوا دیکھتے رہ گئے

ڈوبا سورج اشارے سے جب پھر گیا
حضرت مرتضیٰ دیکھتے رہ گئے

مسکرا کر اے ناصرؔ ترا زمزمہ
اہل عشق و وفا دیکھتے رہ گئے

✲✲✲

محمد مصطفیٰ صلِّ علیٰ سے دل لگانا ہے
پریشاں کھوئی کھوئی اپنی قسمت کو جگانا ہے

انگوٹھا چوم لینا مصطفیٰ کا نام آتے ہی
یہی تو رسمِ الفت اور طرزِ عاشقانہ ہے

مہکتے ہوں جو ذکر وفکرِ شاہ دیں کی خوشبو سے
انہیں بوٹوں سے ذہن ودل کا گلدستہ سجانا ہے

بہت دن سے مرے دل کی یہی ہے آرزو شاہا
نگاہ منتظر کو آپ کا روضہ دکھانا ہے

یہی ہے ناصرؔ خستہ کی خواہش، نام پر شہ کی
کٹا کر اپنا سر سارے زمانے کو دکھانا ہے

✲✲✲

نعت پاک مصطفیٰ سنتے سناتے جائیں گے
اس طرح دل کو مدینہ ہم بناتے جائیں گے

ہو گئے ان پر فدا جو بھی ، بروز حشر تک
چاند کی صورت فلک پر جھلملاتے جائیں گے

ہو کرم آقا تمہارا تو مدینے کی طرف
مرحبا صل علیٰ ہم گنگناتے جائیں گے

ظلم ہو یا جبر ہو یا جان کی بازی لگے
''دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے''

حاصل قسمت ہے ناصرؔ عشق شاہِ دوسرا
ہر طرف ہر سمت یہ نعرہ لگاتے جائیں گے

٭٭٭

یوں جلوہ حبیب خدا دیکھتے رہے
سینے میں لے کے عشق و وفا دیکھتے رہے

صہبا میں مصطفیٰ کے اشاروں پہ مرتضیٰ
سورج کے لوٹنے کی ادا دیکھتے رہے

ہم نام شاہ دین کا لے کر بوقت غم
پھرتی ہے کیسے موج بلا، دیکھتے رہے

آرام گاہِ مالک کل کائنات کو
حیرت میں آکے شاہ و گدا، دیکھتے رہ گئے

جبریل، لامکاں سے بھی آگے خدا کے پاس
جاتا ہے کیسے نور خدا، دیکھتے رہے

صدیق کی حیات میں سارے جہاں کے لوگ
تعلیمِ عشق شاہ ہدیٰ دیکھتے رہے

فاروق اپنے ہاتھوں سے تلوار پھینک کر
روئے شہ امم کی ضیا دیکھتے رہے

ابوابِ داستانِ حیا میں ہر ایک سمت
ہم حضرتِ غنی کی حیا دیکھتے رہے

دوشِ شہ امم پہ چڑھے جب ابو تراب
آنکھوں سے اپنی عرش علیٰ دیکھتے رہے

سوئے جو پڑھ کے ان پہ درود ایک رات ہم
ناصرؔ! درِ نعیم کھلا دیکھتے رہے

✲✲✲

دل کو سرکار کا دیوانہ بنا لیتے ہیں
اہل دل ایسے ہی تقدیر بنا لیتے ہیں

کیوں نہ گن گائیں نہ کیوں جان لٹائیں ان پر
رات دن شام و سحر جن کی عطا لیتے ہیں

لو لگا رکھی ہے میں نے بھی سنا ہے جب سے
جس کو وہ چاہیں مدینے میں بلا لیتے ہیں

ہم نشیں شاہ امم! کر کے تری یادوں کو
کبھی دل میں، کبھی پہلو میں سلا لیتے ہیں

مہرِ تاباں ہو کہ شب تار کا ماہِ کامل
سب کے سب آپ کے تلووں کی ضیا لیتے ہیں

خواہ کتنے ہی گنہگار و سیہ کار ہیں ہم
واسطہ دے کے ترا رب کو منا لیتے ہیں

شان ہے ایسی شہِ روزِ جزا کی ناصرؔ
ڈوبے سورج کو اشارے سے بلا لیتے ہیں

✲✲✲

سنتے ہی ترا نام اے محبوب خدا میں
کچھ حال ہوا یوں کہ مچلتا ہی رہا میں

تکرار تھی اسلام پہ جاں کون لٹائے
ہر عاشق سرکار نے اٹھلا کے کہا، میں

افسردگی بے تابی کسک ظلم و عداوت
پہنوں گا ترے عشق میں ہر غم کی قبا میں

اب دردِ جگر کا مجھے کچھ غم نہیں ہوگا
محبوب کے دربار سے لایا ہوں دوا میں

اے رنج و الم جاؤ کہیں دور چلے جاؤ
آجائیں گے طیبہ سے وہ، جب دوں گا صدا میں

ناصرؔ مرا ہر لفظ بنے نعت شہ دیں
تا عمر یوں کرتا رہوں آقا کی ثنا میں

✲✲✲

زخم پھول ہے میرا درد دلربا میرا
جب سے ہے گلِ طیبہ درد آشنا میرا

پوچھو اہل رِفعت سے تم کہاں پر الجھے ہو
لامکاں پہ جا پہنچا شاہِ دو سرا میرا

پڑھ کے جب درود اپنے مصطفیٰ پہ سویا میں
دیکھا یہ کہ جنت میں ایک گھر بنا میرا

تو لطیف سرگم ہے نغمگی عطا کر دے
تاکہ ہو نہ ہرگز یہ ساز بے صدا میرا

ڈر نہیں سفینے کا اے بھنور مجھے ہرگز
کھینچ لائے گا اس کو بڑھ کے مصطفیٰ میرا

اب نہیں ہے سینے میں بلکہ ہے مدینے میں
لے اڑی ہے دل تیرے شہر کی ہوا میرا

وہ ضرور آئیں گے میرے سونے آنگن میں
وہ تو جانتے ہی ہیں بالیقیں، پتا میرا

گھر سے آج نکلا ہوں اس کی آرزو لے کر
قافلہ مدینے میں پہنچے یا خدا میرا

کاش یہ کہیں آقا روز حشر اے ناصرؔ
آ تو میری چادر میں کیوں کہ ہے گدا میرا

٭٭٭

دل میں روشن جو سرکار کی الفتوں کا دیا ہو گیا
مہرباں میرے حالات پر پھر تو میرا خدا ہو گیا

چہرۂ پر ضیا دیکھ کر، شاہ دیں کی ادا دیکھ کر
جو بھی تھا دشمن مصطفیٰ، عاشق مصطفیٰ ہو گیا

چاند شق، مہر واپس پھرا، اور اُحُد کا رُکا زلزلہ
کنکروں نے بھی کلمہ پڑھا، ہر عمل معجزا ہو گیا

روضۂ شاہ کونین پر، عاشق شاہ پہنچا ہے جب
رکھ دیا اس نے چوکھٹ پہ سر، اس کا سجدہ ادا ہو گیا

میں نے مانا کہ پہلے بھی تھا، صحن کعبہ بڑا پُر فضا
جب پڑی ناصرؔ اُن کی نظر، اور بھی دلربا ہو گیا

✵✵✵

ہم آپ کیا ہیں، وہ ہر خشک و تر کو دیکھتے ہیں
ملائکہ کے بھی ہر بال و پر کو دیکھتے ہیں

ہماری نظریں ہیں محدود ایک حد کے لیے
محیط سب پہ ہیں وہ، ہر نظر کو دیکھتے ہیں

پتا لگا نہ جنھیں تیری شان و عظمت کا
وہ بے شعور تری رہ گزر کو دیکھتے ہیں

نظر اتاروں میں سو بار ایسے لوگوں کی
جو رات دن درِ خیر البشر کو دیکھتے ہیں

بشر کی کیا ہے حقیقت، حجر درود پڑھیں
جھکاتے سر ترے آگے شجر کو دیکھتے ہیں

جہاں کے جنّ و بشر تک نہیں ہے یہ محدود
دکھاتے زخمِ جگر جانور کو دیکھتے ہیں

خدا کرے کہ میں اک بار دیکھ لوں ان کو
جو شاہ، خالق جنّ وبشر کو دیکھتے ہیں

زمانے والے شہ انبیا کے صدقے میں
فلک پہ دوڑتے شمس و قمر کو دیکھتے ہیں

اگر ہے قصد و ارادہ مدینہ جانے کا
تو ناصرؔ آؤ نجومِ سفر کو دیکھتے ہیں

٭٭٭

مر گیا جو بھی غلام شہ بطحا ہو کر
رہ گئی خلد بریں اس کا ٹھکانا ہو کر

داغ الفت ترا محبوب خدا پتّھر پر
ہوگیا ثبت ترا نقش کفِ پا ہو کر

آرزو ہے مری مٹّی کو اڑا لے جائے
وہ ہوا آتی ہے جو دشت مدینہ ہو کر

اک سماں بندھ گیا کلیوں پہ گل و گلشن پہ
''گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہو کر''

جس گھڑی خواب میں ہو جائے گا دیدار ان کا
کِھل اٹھے گی مری قسمت بھی بنفشہ ہو کر

نہ کوئی درد نہ تکلیف نہ رنجش کوئی
وہ چلے آتے ہیں ہر غم کا مداوا ہو کر

مہر پلٹا تری انگشت کی اک حرکت پر
اک اشارے سے بٹا چاند بھی ٹکڑا ہو کر

تیری آمد تھی وہ یا نور الٰہی کا ظہور
جھک گیا کعبہ ترے سامنے قبلہ ہو کر

ظلمت قبر سے ہونا نہ پریشاں ناصرؔ
جگمگائیں گے وہ مرقد میں اجالا ہو کر

***

گل ستاں کی جان جاں ہو حاصل بہار ہو
آسماں، زمیں کے، لا مکاں کے تم نگار ہو

ہو جہاں میں سرخرو، خدا کے پاس سرخرو
پائے زندگی وہی جو آپ پر نثار ہو

بوئے گل میں، مہر و مہ میں دلبری تمھیں سے ہے
کیوں کہ اس جہان کے تمھی تو افتخار ہو

التجا ہے تیری چاہتوں میں، میں جیوں مروں
میری ہر ادا سے تیری الفت آشکار ہو

روئے زار زار کیوں رہے یہ بے قرار کیوں
دل مرا یہ شاد ہو یہ آنکھ نور بار ہو

وہ حیاتِ جاوداں کو بالیقین پائے گی
تیری دید کے لیے جو آنکھ بے قرار ہو

بولتے ہیں یہ کلام پاک کے وَرَق وَرَق
آمنہ کے لال تم حبیب کردگار ہو

نعت مصطفیٰ لکھو اے ناصرؔ حزیں یوں ہی
بخشوائیں گے تمھیں نہ ایسے بے قرار ہو

✵✵✵

مہ و مہر، کوئی ستارہ نہیں ہے
زمانے میں ثانی تمھارا نہیں ہے

علاوہ ترے کوئی اے مونس غم
دل غمزدہ کا سہارا نہیں ہے

ترے مثل اے شاہِ دیں اس جہاں میں
خدا نے کسی کو سنوارا نہیں ہے

یہ قول خدا ہے، ازل سے ابد تک
تمھارا نہیں جو ہمارا نہیں ہے

وہ ہے کون سی شب کہ اُمّت کی خاطر
نبی نے خدا کو پکارا نہیں ہے

نہیں جس پہ لطف و کرم شاہ دیں کا
کہیں وہ بشر آشکارا نہیں ہے

زمین و زماں بلکہ فردوس میں بھی
ترے شہر جیسا نظارہ نہیں ہے

کوئی ان کا اپنا ہو چاہے پرایا
انھیں غم کسی کا گوارہ نہیں

ترے بحرِ جود و عطا کا یقیناً
کنارہ نہیں ہے کنارہ نہیں ہے

نہیں ہے کوئی حکم ایسا اے ناصرؔ
خدا نے جو ان پر اتارا نہیں ہے

٭٭٭

لبھاتی ہے مجھے دنیا کی الفت یا رسول اللہ
کرو تم ہی ذرا چشمِ عنایت یا رسول اللہ

قیامت میں پیونگا جامِ کوثر آپ کے ہاتھوں
منافق دیکھیں گے از چشم حسرت یا رسول اللہ

مجھے جب قلّتِ اعمال لے کر جائیں دوزخ میں
مری اس وقت کرنا تم شفاعت یا رسول اللہ

بوقتِ نزع جب شیطان آ کر مجھ کو بہکائے
مرے ایمان کی کرنا حفاظت یا رسول اللہ

ہیں گونگے، بہرے، اندھے، حق نہیں پہنچانتے کافر
نہیں رکھتے بصیرت اور بصارت یا رسول اللہ

اگر اک بار کردو گے نگاہِ لُطف تم اپنی
غم و اندوہ ہو جائیں گے رخصت یا رسول اللہ

تمھارے ہجر میں تڑپوں، سکوں میں قرب میں پاؤں
مجھے اس درجہ ہو تم سے محبت یا رسول اللہ

مہک اُٹّھے جناں کی خوشبوؤں سے مرقدِ ناصرؔ
اگر مل جائے اُن زلفوں کی نکہت یا رسول اللہ

✵✵✵

عظمت خدا کی، شاہ مدینہ بتائے گا
رفعت نبی کی ربِّ تعالیٰ بتائے گا
یادِ نبی ہے ساتھ مرے بن کے ہمسفر
کس کی مجال جو مجھے تنہا بتائے گا
اس کو میں چوم لوں گا محبّت سے جھوم کر
جو ہاتھ تیرے روضے کا رستہ بتائے گا
تبلیغیوں کی بات میں آنا نہ تم کبھی
بھٹکا ہوا جو خود ہو تمھیں کیا بتائے گا
ہر نقش پا پہ دولت و جاں سب نثار ہیں
خلدِ بریں کا یہ ہمیں رستہ بتائے گا
کیسا ہے داغِ الفتِ سرکار دوستو
پوچھو اگر تو چاند کا سینہ بتائے گا
عقلیں تمھاری کام نہ آئیں گی غافلو!
ان کا مقام طائرِ سدرہ بتائے گا
تیغوں کے سائے میں ہے عبادت کا جو مزہ
تم کو حُسین پاک کا سجدہ بتائے گا
ناصرؔ شہ اُمم کی ہے مِدحت سکونِ دل
مدّاحِ شاہِ دیں کا یہ نغمہ بتائے گا

٭٭٭

جہان ِ رنگ و بو کی سب یہ زیبائش خیالی ہے
مدینہ دیکھنے والی نظر سب سے نرالی ہے

دریچہ کھول کر بیٹھو دلِ بیتاب و مضطر کا
ابھی شہرِ نبی سے بھینی خوشبو آنے والی ہے

نکل جائیں گے سب ارمانِ دیرینہ مرے دل سے
میں جب دیکھوں گا میرے سامنے روضے کی جالی ہے

نہانا ہے خدا کے نور سے میزاب کے نیچے
سنا ہے چادرِ رحمت وہاں پر تننے والی ہے

تو لکھ دے یا خدا حج و زیارت سب کی قسمت میں
فقط میں ہی نہیں سارا جہاں اس کا سوالی ہے

میں کیسے دیکھوں وہ دلکش نظارہ صحنِ کعبہ کا
کرم سے ہاتھ بھر یا رب ہمارا ہاتھ خالی ہے

حریمِ خانۂ کعبہ مدینہ دیکھنا ناصرؔ
جہاں پر مالکِ کل نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

٭٭٭

شرف ملا مجھے طیبہ نگر میں جانے کا
اور ان کے روضۂ اطہر سے دِل لگانے کا
بلند رتبہ ہے محبوب کبریا تیرا
طواف قدسی کریں تیرے آستانے کا
نگاہیں بند کروں اور وہاں پہنچ جاؤں
جہاں پہ جھکتا نظر آئے سر زمانے کا
ہنر عطا کیا رب نے نبی کے منگتوں کو
فضا و بحر میں بھی راستہ بنانے کا
بچھی ہیں پلکیں، چراغِ نگاہ جلتے ہیں
خیال ذہن میں آیا ہے ان کے آنے کا
مَسرَّتیں مرے دل کی نہ پوچھو اے لوگو
ملا ہے موقع مجھے ان کے در پہ جانے کا
تمھیں مسافرِ طیبہ سفر مبارک ہو
گھڑی سکون کی ہے، لمحہ مسکرانے کا
ترے حرم میں جو رحمت کے چھینٹے پڑتے ہیں
الگ ہی اپنا مزہ ہے وہاں نہانے کا
حضور! آپ کا مل جائے قُرب ناصرؔ کو
یہ واسطہ ہو مقدّر کو جگمگانے کا

٭٭٭

ہے جو حاصل میرے خوابوں کی حسیں تعبیر کا
وہ اگر چاہے بدل دے سب لکھا تقدیر کا

جس نے مانگا جو بھی مانگا اس کو فوراً مل گیا
ان کے در پر شائبہ تک بھی نہیں تاخیر کا

جو بھی ہیں گستاخ تیرے اے شہ ہر دو سرا
ان کو اندازہ نہیں ہے نار کی زنجیر کا

خون اصغر میں ہے شامل آپ کا خون جگر
اور علی اکبر ہے مظہر آیتِ تطہیر کا

کیا مزہ آئے گا اس کو سر زمینِ ہند میں
لطف جس نے پالیا ہے آپ کی جاگیر کا

آج بھی جس نام سے کُفّار تھراتے پھریں
اللہ اللہ دیکھو رتبہ حیدری شمشیر کا

وار سے جس کے چھدا تھا ننّھے اصغر کا گلا
نوک پیہم رو رہا ہے آج تک اس تیر کا

٭٭٭

جہاں میں مصطفیٰ سا دوسرا آیا نہیں کوئی
وہ نور کبریا ہیں ان کا ہے سایہ نہیں کوئی

بہت سے انبیا آئے صحیفے ساتھ میں لائے
مگر قرآں علاوہ آپ کے لایا نہیں کوئی

عظیم المرتبت انسان دنیا میں بہت آئے
مگر میرے نبی سا مرتبہ پایا نہیں کوئی

مرے قلب و جگر کی تختیوں پر نام ہے ان کا
مجھے پیارے نبی کے نام سے پیارا نہیں کوئی

زمانے میں محبت کرنے والے اور بھی آئے
مگر بوبکر کو سرکار سا پیارا نہیں کوئی

چلا جا چھوڑ کر اپنا وطن ناصرؔ مدینے میں
نبی کے شہر سا پُر کیف نظّارہ نہیں کوئی

✲✲✲

ہر سو محبتوں کی کلیاں کھلا دیے ہیں
سرکار آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

شانِ رسولِ اعظم کیا پوچھتے ہو ہم سے
خود رو رہے ہیں لیکن سب کو ہنسا دیے ہیں

ہم کو ہو خوف کیونکر دنیا کے رنج و غم کا
جب راحتوں کے رَستے شہ نے دکھا دیے ہیں

بوبکر کی محبت دیکھو جہان والو
قدموں پہ مصطفیٰ کے سب کچھ لٹا دیے ہیں

دینِ نبی کی خاطر میرے حسین اعظم
میدانِ کربلا میں گردن کٹا دیے ہیں

حضرت عمر کی نُصرت مشہور ہے جہاں میں
عثمان کی حیا نے جوہر دکھا دیے ہیں

کیوں مضطرب ہو لوگو! بخشش ضرور ہوگی
''رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں''

ناصرؔ کو دیدو صدقہ یا مصطفیٰ! رضاؔ کا
ملکِ سخن میں جس نے سکّے بٹھا دیے ہیں

٭٭٭

نہ بلبل کے چہکنے سے نہ اس کے گنگنانے سے
دلوں کو چین ملتا ہے تری نعتیں سنانے سے
ہے ربّ معطی، ہو تم قاسم، تمھاری شان کیا کہنا
ہمیں سب کچھ میسّر ہے تمھارے آستانے سے
وہ خورشیدِ رسالت ہو گیا جلوہ نما جس دم
''چھٹا ظلمت کا بادل اس گھڑی سارے زمانے سے''
ابوبکر و عمر فاروق عثمان و علی حیدر
ہیں اِن کی یاریاں افضل ہمارے دوستانے سے
نبی کے ذکر کی مجلس سجاؤ اے مسلمانو
ملیں گی راحتیں سرکار کی محفل سجانے سے
خدا بھی ذکر کرتا ہے تمھارا یا رسول اللہ
یہ مٹ سکتا نہیں ہرگز زمانے کے مٹانے سے
مری یادوں کے گلشن میں کھلے ہو پھول بن کر تم
تمھاری یاد ہے بہتر گلوں کے مسکرانے سے
یہ دنیا کیوں منوّر ہے کوئی پوچھے تو کہہ دینا
شعائیں نور کی پھوٹی ہیں احمد کے گھرانے سے
نبی کے شیرخواری کا یہ عالم دیکھ اے ناصرؔ
فلک پر چاند جھک جائے فقط انگلی اٹھانے سے

✲✲✲

مرے خیالوں میں جو بار بار ملتا ہے
زہے نصیب وہی نو بہار ملتا ہے

تمھاری دید کی خواہش میں ایک میں ہی کیا
جسے بھی دیکھو وہی سوگوار ملتا ہے

ہو دل میں عشقِ نبی وہ کہ سب پکار اٹھیں
تمھاری آنکھوں میں ان کا خمار ملتا ہے

بچایا دین نبی کس نے، جب یہ غور کروں
خیالوں میں وہی دُلدُل سوار ملتا ہے

تڑپ لے جتنا تڑپنا ہے ان کی الفت میں
یہ دردِ عشق تو بس ایک بار ملتا ہے

ہمارے دل میں ہے حُبِّ نبی کا گُل نجدی
تمھارے سینے میں بس خار خار ملتا ہے

میں اس کی آنکھیں محبّت سے چوم لیتا ہوں
غمِ حبیب میں جو اشک بار ملتا ہے

یہی پکارتا رہتا ہے ناصرؔ خستہ
''تمھارے ذکر سے دل کو قرار ملتا ہے''

☼☼☼

ذکر سرکار دو عالم کا جہاں ہوتا ہے
آنکھیں پر کیف جگر تازہ وہاں ہوتا ہے

بھوکے رہ کر بھی غریبوں کو کھلائیں آقا
ایسا کردار زمانے میں کہاں ہوتا ہے

جب جدائی میں تری روتا ہوں تنہائی میں
میرے سینے میں مرا عشق جواں ہوتا ہے

لاکھ تو کر لے تصنّع اُو نبی کے دشمن
فسق تیرا ترے چہرے سے عیاں ہوتا ہے

عزم کرتا ہوں جو میں تیری طرف آنے کا
''قریے قریے پہ مدینے کا گماں ہوتا ہے''

چھوڑ کر آنا جو ہوتا ہے در آقا کو
کیا کہوں کیسا وہ دل سُوز سماں ہوتا ہے

نعت پڑھ سرور عالم کی ہمیشہ، ناصرؔ
کیوں کہ سرکار کی آمد کا سماں ہوتا ہے

✵✵✵

جب سے سرکار مرے دل میں سمائے ہوئے ہیں
ابرِ انوار مری زیست پہ چھائے ہوئے ہیں

کون ہے دوسرا غم خوار مرا تیرے سوا
سن لے فریاد جہاں بھر کے ستائے ہوئے ہیں

پوچھتے کیا ہو درِ پاکِ پیمبر کا علو
لاکھوں قدسی وہاں سر اپنا جھکائے ہوئے ہیں

ہم گنہگار ہیں جھولی میں نہیں حسن عمل
بس ترے فضل پہ ہم آس لگائے ہوئے ہیں

اب سوالات نکیرین سے گھبرانا کیا
جب کہ محبوب خدا قبر میں آئے ہوئے ہیں

کیسی راحت ہے ترے نام میں محبوب خدا
ہر طرف فرحت و تسکین کے سائے ہوئے ہیں

یاد سرکار کو سینے میں بسا کر ناصرؔ
''دل کو ہم مطلع انوار بنائے ہوئے ہیں''

٭٭٭

سرکار دو عالم کو جب دل سے صدا دیں گے
طوفاں میں گھری کشتی وہ پار لگادیں گے

جو لوگ بھی محشر میں آئیں گے قریب ان کے
سرکار انھیں اپنے دامن میں چھپالیں گے

سرکار کے دیوانوں کی شان انوکھی ہے
جس راہ سے گزریں گے گلزار بنا دیں گے

گستاخِ شہہِ عالم اب ہوش میں آ ورنہ
عشّاقِ نبی تجھ کو دنیا سے مٹا دیں گے

کچھ خوف نہیں ہوگا محشر کی تمازت کا
سرکار وہاں جلوہ جب اپنا دکھادیں گے

جب پیاس کی شدت سے گھبرائیں گے دیوانے
اک جام شہ والا کوثر کا پلادیں گے

پوچھا جو گیا ان سے بوبکر نے فرمایا
''ہم نام محمد پر یہ جاں بھی لٹا دیں گے''

تعریفِ نبی ناصرؔ تا عمر تو کرتا رہ
محبوبِ خدا تیری قسمت کو جگادیں گے

✲✲✲

نہ ہاتھ اٹھیں گے جام و مینے کی جانب
نہ لعل و گہر کے نگینے کی جانب

نہ کر رنج و غم ناخدا مصطفیٰ ہیں
بڑھالے قدم تو سفینے کی جانب

جسے تیری الفت کی دولت ملی ہے
وہ کیا آنکھ اٹھائے دفینے کی جانب

تمھاری محبّت ہے جس میں سمائی
ہو چشمِ کرم ایسے سینے کی جانب

بڑھے لے کے ہاتھوں میں کشکول غنچے
مرے مصطفیٰ کے پسینے کی جانب

ارادہ ہو جب نعت لکھنے کا ناصرؔ
تو رخ کر لے اپنا مدینے کی جانب

٭٭٭

آگیا وہ نور دیکھو روشنی دیتا ہوا
مفلسوں اور بیکسوں کو زندگی دیتا ہوا

جس گھڑی مرقد میں تاریکی سے گھبراؤنگا میں
نورِ حق آجائے گا تابندگی دیتا ہوا

اس نے پائی ہے ضیا روئے نبی سے اس لیے
چاند ان کے نور کی ہے آگہی دیتا ہوا

مصطفیٰ ہم کو بلائیں گے چلے جائیں گے ہم
فکر کیا ہے جو نہیں ہے ان کا در دیکھا ہوا

ہو گئے رنج و الم کافور اک پل میں سبھی
ایسی راحت آیا دست شبنمی دیتا ہوا

چاندنی کی ہے ضرورت کیا مجھے ناصرؔ کہ اب
''سبز گنبد ہے نظر میں روشنی دیتا ہوا''

✲✲✲

یہاں جو سرورِ کونین کا دوانہ ہے
اسی کے قدموں کی ٹھوکر میں یہ زمانہ ہے

وہ کیسے غمزدہ ہوگا کسی مصیبت سے
جو دل نبی کی محبّت کا آشیانہ ہے

درِ حضور پہ جا کر کبھی نہ پلٹوں میں
وہاں کا مرنا تو خلدِ بریں کا پانا ہے

اسی کی دید سے ایمان کی ملی دولت
نبی کی آل کا چہرہ بڑا سہانا ہے

وہ جس کے دم سے یہاں نور کی کرن پھوٹی
یقین جانو وہ سرکار کا گھرانا ہے

یہی ہے آرزو ناصرؔ کی اک زمانے سے
نبی کی یاد سے اس دل کو جگمگانا ہے

✲✲✲

میرے آقا، میرے مولیٰ آپ ہیں
راز دار رب تعالیٰ آپ ہیں
ہوگئی میری دعا پل میں قبول
کیوں نہ ہو میرے وسیلہ آپ ہیں
جگمگاتا تھا جو پہلے عرش پر
ہاں، وہی روشن ستارہ آپ ہیں
کیوں نہ ہو حسنین کا رتبہ بڑا
شیرِ حق بابا ہیں، نانا آپ ہیں
بے مُروّت نجدیا تو نے سنا
عالمِ غیبِ زمانہ آپ ہیں
آپ مُزَمِّل بھی مُدَثّر بھی آپ
با خدا یٰسں و طٰہٰ آپ ہیں
آتے ہی دنیا میں اُمّت کے لیے
جس نے سر سجدے میں رکّھا آپ ہیں
یہ شبِ اسریٰ میں کہتی تھی فضا
ہے دُلھن معراج دولھا آپ ہیں
بے نوا ناصرؔ ہے یوں نغمہ سرا
سامنے موجود گویا آپ ہیں

✲✲✲

میرے سرکار کے دیوانے جو ہو جاتے ہیں
ظلمتوں میں بھی گھٹا نور کی برساتے ہیں

مُشتِ بُوجہل میں کنکر کو پڑھایا کلمہ
جانور بھی ترے سجدے کو چلے آتے ہیں

ایک میرا ہی نہیں سب کا یہی دعویٰ ہے
"فیض اس در پہ سبھی جنّ و بشر پاتے ہیں"

چھوڑ کر آپ کا در جائیں تو پھر جائیں کہاں
جو بھی کھاتے ہیں تمھارا ہی دیا کھاتے ہیں

خود کو کیوں بے کس و بے بس کہوں ناصرؔ جب کہ
رنج و غم میں مری امداد وہ فرماتے ہیں

☼☼☼

نظام، کیا ہے جہاں کا، رسول سے پوچھو
ہے کیسا عرش کا زینہ رسول سے پوچھو

ہماری عقلیں ہیں گم جس کے پیچھے صدیوں سے
نشانِ ربّ تعالیٰ رسول سے پوچھو

کبھی ہو رات کبھی دن کبھی ہو شام و سحر
ہے اس میں راز نہاں کیا رسول سے پوچھو

ہمارے اور تمھارے نصیب کا تارا
کہاں ہے کیا ہے ہے کیسا رسول سے پوچھو

قسم خدا کی جو دارُ الشّفا ہے طیبہ ہے
وقار شہر مدینہ رسول سے پوچھو

جو اپنی راتیں عبادت میں صرف کرتی تھیں
مقام فاطمہ زہرا رسول سے پوچھو

نماز جس کی قضا ہو سکی نہ مقتل میں
مرے حسین کا رتبہ رسول سے پوچھو

رہو نہ ایسے پریشاں غموں سے اے ناصرؔ
تمام غم کا مداوا رسول سے پوچھو

٭٭٭

ترا چہرہ رب تعالیٰ کا کلام بن گیاہے
ہوئی ہے جو تجھ سے نسبت مرا کام بن گیاہے

تری یاد سے تغافل کرے کس طرح مرا دل
دلِ زار کی ضرورت ترا نام بن گیاہے

ارے آمنہ ترے گھر کے صحن میں آنے والا
جنھیں انبیا نے مانا وہ امام بن گیاہے

جسے تم نے چاہا آقا اسے کر دیا ہے جائز
پھرا جس سے منہ تمھارا وہ حرام بن گیا ہے

وہ جو دن میں مہر کامل کو ضیائیں بانٹتا تھا
وہی مرجعِ مہِ نو سر شام بن گیا ہے

وہ جو دن میں مہر کامل کو ضیائیں بانٹتا تھا
وہی مرجعِ مہِ نو سر شام بن گیا ہے

✲✲✲

ترا رنگ دہر میں ڈوبنا دلِ نامراد فضول ہے
کٹے ان کی یاد میں زندگی یہی زندگی کا اصول ہے

جسے نقش پائے نبی ملے اسے دو جہاں کی خوشی ملے
جو غبار شہر رسول ہے اسے کیسے کہدوں کہ دھول ہے

کرے مجھ پہ لاکھ ستم کوئی کہ وہ چھین لے مری ہر خوشی
ترے عشق میں مرے مصطفیٰ مجھے سارا درد قبول ہے

کبھی میں جو سوے نبی چلوں تو میں اپنے سر سے یہی کہوں
ارے سر سنبھل کے تو چل ذرا، کہ یہ شہر شہرِ رسول ہے

کہے کیسے عشق اسے کوئی نہ ہو جس میں درد کی چاشنی
جو یہ اُن کے ہجر میں ہے ملا نہیں داغ بلکہ وہ پھول ہے

ترا شہر شہر یہ گھومنا ترا دستِ غیر کو چومنا
کہ ہو واہ واہ وہاں تری ارے نجدیا تری بھول ہے

کیوں ہو نالاں ناصرؔ بے نوا ہے ہر اک مَرَض کی یہی دوا
لکھو نعتِ احمد مجتبیٰ کہ کھلے وہ دل جو ملول ہے

✲✲✲

شہہِ انس و جاں سے محبت کریں گے
یونہی ہم ہمیشہ عبادت کریں گے

وہ، شانوں پہ زلفیں، جو لہرا کے آئیں
قیامت پہ بھی اِک قیامت کریں گے

خدا اور دے گا انھیں دیکھ لینا
جو رزقِ خدا پر قناعت کریں گے

ابوبکر فرطِ محبّت سے بولے
ترے نام ہم ساری دولت کریں گے

ہمیں ہے یقیں ہم غلاموں کی، واللہ
قیامت میں آقا، شفاعت کریں گے

مٹائیں گے جو خود کو عشقِ نبی میں
وہ سارے جہاں پر حکومت کریں گے

جو رکھیں گے بغضِ نبی اپنے دل میں
ہم عشاق ان سے عداوت کریں گے

گنہہ کے دھلیں گے سبھی زخم ناصرؔ
جو اِسمِ محمَّد کی کثرت کریں گے

٭٭٭

ہم غمزدوں کے آپ ہیں غمخوار مصطفیٰ
یا رب کرم کہ ہم ہیں گنہ گار مصطفیٰ

انگڑائی لے رہی ہیں مرے دل میں خواہشیں
اے کاش ایک بار ہو دیدارِ مصطفیٰ

یہ مہر و مہ یہ تابشیں کل کائنات کی
''ہر جُز و کُل ہے مظہرِ انوارِ مصطفیٰ''

خوشبو ملے گی کب تمھیں جنّت کی نجدیو
اہل جناں تو ہوں گے وفادارِ مصطفیٰ

دشمن پہ دوستوں سی عنایت کریں شہا
کس درجہ با کمال ہے کردارِ مصطفیٰ

سب مرسلین پیچھے جہاں اقتدا میں تھے
تھے مقتدیٰ وہاں مرے سرکارِ مصطفیٰ

یاد نبی کے پھول سے ان کو سجائیے
ذہن و دماغ و دل بھی ہو سرشارِ مصطفیٰ

چوکھٹ بُہارتے ہیں ملک جس کی، صبح و شام
ناصرؔ وہ عالیشان ہے دربارِ مصطفیٰ

✲✲✲

یا شہ دیں مری جاں آپ سے وابستہ ہے
جان کیا سارا جہاں آپ سے وابستہ ہے

جن کی آمد پہ لرزتی ہے فصیل قیصر
پہرہ دیتے ہیں ملک گردِ مزارِ انور
جن کے قدموں کی ضیا لیتے ہیں ماہ و اختر
حق تعالیٰ کا نشاں آپ سے وابستہ ہے

سب نے ٹھکرایا مجھے، آپ نے اپنایا ہے
ہے شہا حق وہی جو آپ نے فرمایا ہے
رنج و آلام کا گھنگھور یہاں سایہ ہے
یا نبی امن و اماں آپ سے وابستہ ہے

جانِ ناصرؔ ہے فدا آپ پر اے شاہ اُمَم
اب تو ہو جائے گُنہ گار پہ بھی چشمِ کرم
دیکھ لوں ایک دفعہ آپ کا پاکیزہ حرم
نعمتِ ارض و سماں آپ سے وابستہ ہے

٭٭٭

ذرا تسکین میرے دل کو اے میرے خدا آئے
بلاوا اِس برس شہر مدینہ سے مرا آئے

جہاں نفرت ہی نفرت تھی ستم تھا بربریت تھی
وہاں درسِ وفا دینے حبیب کبریا آئے

جب آئیں گے وہ محشر میں یہ دیوانے پکاریں گے
چلیں اب وجد کرتے ہم ہمارے رہنما آئے

نبی کی یاد میں رو رو کے ہر لمحہ گزر جائے
ہماری زندگی میں اس طرح کا رَت جگا آئے

علی کے لاڈلے ہیں، جو شہہ دیں کے دلارے ہیں
وہ دین مصطفے پر ہنستے ہنستے سر کٹا آئے

جو پیارے مصطفیٰ کو اپنے جیسا کہہ رہے ہیں وہ
خدا جانے کہاں عقل و خرد اپنی گنوا آئے

کوئی بھی شی انھیں دلکش نہیں لگتی ہے دنیا میں
جو اپنا وقت پل دو پل ترے در پر بتا آئے

دل ناصرؔ سُلگتا ہے، سِسکتا ہے، بلکتا ہے
کبھی اے کاش تیرے شہر سے ٹھنڈی ہوا آئے

✲✲✲

میں نہیں جانتا جذبات میں الجھا کرنا
آپ کے عشق میں ہے جان کا سودا کرنا
مرے ہادی ہو تمھیں آمنہ کے دُرِ یتیم
جب بھی میں بھٹکوں مجھے راہ دکھایا کرنا
تم جو چاہو تو بلا لو مجھے اپنے در پر
بس مرا کام ہے آنے کی تمنّا کرنا
مرتبہ ان کے غلاموں کا بڑھانا یا رب
ان کے گستاخ کو محشر میں تو رسوا کرنا
ان چمن ہائے مدینہ کے گُلوں کی بو سے
زینتِ قبر مری اے مرے مولیٰ کرنا
مرے اللہ دعا ہے کہ انھیں جب دیکھوں
ایک محشر مرے اس قلب میں برپا کرنا
گیسوے شاہ مدینہ کے گھنیرے بادل
''مرے اوپر بھی کبھی آن کے برسا کرنا''
ہے یہ قرآن میں فرمانِ الٰہی لوگو
میرے محبوب کا ہر حال میں چرچا کرنا
سامنے رکھ کے مدینے کا تصوّر ناصرؔ
اپنے محبوب کو تو نعت سُنایا کرنا
٭٭٭

مروں تو میرے رفیقو یہ مدعا لکھنا
کفن پہ تم مرے نامِ شہہ ہدیٰ لکھنا
بیانِ حسنِ شہہ دیں کے آگے بیجا ہے
جمالِ گل کا گلستاں کا تذکرہ لکھنا
تمھارے دل میں اگر رنج وغم کے میلے ہوں
تو کھو کے عشق میں تم نعتِ مصطفیٰ لکھنا
ہے کون شہر علوم نبی کا دروازہ؟
حسن حسین کے بابا ہیں، برملا لکھنا
بتاؤ کیا ہوا کربل میں؟ گر کوئی پوچھے
نمازِ عشق ہوئی ہے وہاں ادا، لکھنا
نثار جائے مرے مصطفیٰ کے روضے پر
نفوسِ قدس کا نورانی قافلہ، لکھنا
کیا ہے کس نے تہہ تیغ سرفرازوں کو
درِ رسول کا ادنیٰ سا اک گدا، لکھنا
انھیں حضور نے فرما دیا ''ستارے ہیں''
ہے چار یار کا کچھ ایسا مرتبہ، لکھنا
قضائے ناصرؔ خستہ کو ان کی چوکھٹ پر
یہ التجا ہے مری اے مرے خدا لکھنا

٭٭٭

نقش پا آپ کا محبوبِ نظر رکھتے ہیں
آپ کی یاد کو ہم زادِ سفر رکھتے ہیں

ان کا کوئی بھی گدا غمزدہ کیسے ہوگا
سب غلاموں کے دلوں کی وہ خبر رکھتے ہیں

شاہِ لولاک کو جو کہتے ہیں اپنے جیسا
عقل وہ لوگ خدا جانے کدھر رکھتے ہیں

جو قدم چلتے ہیں محبوبِ خدا کی جانب
بلبلِ سدرا بھی ان قدموں میں، پر رکھتے ہیں

تیر فتنوں کا کوئی کیسے چلے گا مجھ پر
اسم احمد کے وظیفوں کو سپر رکھتے ہیں

الفتِ شہہ میں جو بوسیدہ ردا اوڑھیں ہوں
اپنی جھولی میں وہی لعل و گہر رکھتے ہیں

اہل سنت ہیں رضا والے ہیں سن لے نجدی
تری ہر چال پہ ہم گہری نظر رکھتے ہیں

زیر کر پائے کوئی کیسے کہ ناصرؔ ہم بھی
سندِ معجزۂ شق قمر رکھتے ہیں

٭٭٭

کسک ہو، درد و جلن ہو تو نعت ہوتی ہے
محبتوں کی اگن ہو تو نعت ہوتی ہے

دھلے ہوں خامہ و قرطاس مشک و عنبر سے
بیاں میں گل کی پھبن ہو تو نعت ہوتی ہے

جگر کے خون سے الفاظ کے نشیمن کو
سنوارنے کی لگن ہو تو نعت ہوتی ہے

ہمارے لفظوں میں اے شاہِ انس و جاں تیرا
ذقن ہو، لب ہو، دہن ہو تو نعت ہوتی ہے

ثنائے سرورِ عالم میں ان کے زیرِ قدم
زمین و چرخ کہن ہو تو نعت ہوتی ہے

مرے سخن پہ تخیل پہ میرے آقا کی
عنایتوں کی بھرن ہو تو نعت ہوتی ہے

زبان عابدؔ و حسانؔ و حیدرؔ و زہراؔ
لبِ حسین و حسن ہو تو نعت ہوتی ہے

قلندرانِ سخن سے سبق ملا ناصرؔ
جو ذکرِ شاہِ زمن ہو تو نعت ہوتی ہے

٭٭٭

بے تاب دل ہے، ہر گھڑی بس یہ دعا کرے
جاؤں درِ رسول پہ اک دن، خدا کرے

تشنہ لبی سے جب ہوں پریشان حشر میں
اللہ ان کے ہاتھوں سے کوثر عطا کرے

ہے ان کے مثل کون جو راتوں کو جاگ کر
ہم عاصیوں کے واسطے رو کر دعا کرے

ایسا ہے شبنمی وہ ترا دست مہرباں
سوزِ درونِ قلب کو ٹھنڈک عطا کرے

میرا حبیب ہے جو فقط ایک آن میں
میری بلا کو، داخلِ کرب و بلا کرے

ہو جس کے سر پہ عشق شہہ دین کا جنوں
سایے میں تیغ و تیر کے سجدہ ادا کرے

روضہ تمھارا دیکھے یہ ناصرؔ بھی ایک دن
ہر پل بلند دل مرا، دستِ دعا کرے

✵✵✵

خالق کونین کی پروردگاری، واہ واہ
اور محمد مصطفیٰ کی غمگساری، واہ واہ

حوض کوثر پر کھڑا ہو کر میں اوروں سے کہوں
آخرش آہی گئی اپنی بھی باری واہ واہ

سرمگیں آنکھیں، منوّر عارض اور رُخسار گل
چمپئی رخ اور وہ باتیں پیاری پیاری، واہ واہ

یاد میں اس پھول کی کتنا سرور و کیف ہے
دور کر دیتی ہے ساری بیقراری، واہ واہ

بخش دی تاثیر کیسی ایک پیالی دودھ میں
پیاس سب کی بجھ رہی ہے باری باری، واہ واہ

ہو گئے سارے صحابہ، مرجعِ عشق و وفا
کر کے ان کے میکدے میں مے گساری، واہ واہ

بخششِ امت کی خاطر، محسنِ انسانیت
بارگاہِ رب میں تیری آہ و زاری، واہ واہ

یہ ہے آلِ مصطفیٰ کا فیض، ناصرؔ دیکھ لے
چور کو بھی مل گئی پرہیزگاری، واہ واہ

☆☆☆

برستی رحمتیں ہیں، پھوٹتے انوار، سنتے ہیں
مہک اٹھتا ہے ان کے ذکر سے گھر بار، سنتے ہیں

درود پاک، پیارے مصطفیٰ، رب کے دلارے پر
ہزاروں بار پڑھ کر دیکھ لو ہر بار سنتے ہیں

جہاں بھر کی بلاؤں کا، مصیبت کا، جفاؤں کا
گلہ جو بھی کرو تم، سب مرے سرکار سنتے ہیں

جو نقش پائے محبوبِ خدا کو چوم لیتے ہیں
زمانے بھر کے ہو جاتے ہیں وہ سردار، سنتے ہیں

وہ لب گل، آنکھیں نرگس اور جبینِ ناز مہتابی
منور آپ کے ہیں عارض و رخسار، سنتے ہیں

درود پاک تجھ پر جو بھی دل سے پڑھ کے سو جائے
اسے خوابوں میں ہوتا ہے ترا دیدار، سنتے ہیں

چلو چلتے ہیں کوئے راحتِ قلب و جگر ناصرؔ
شفا پاتے ہیں اس در پر سبھی بیمار، سنتے ہیں

✲✲✲

کوئی جا کے کہہ دے شہ دوسرا سے
مری شب پریشاں، مرے دن ہیں پیاسے
ملے گی اگر سوزشِ دل کو راحت
تو ان گیسوؤں کی بسنتی ہوا سے
شہادت گہہ عشق میں چل کے آئے
علی کے دلارے، نبی کے نواسے
مہہ و مہر و انجم کے ان قافلوں کو
ملا نور، نورِ حبیبِ خدا سے
دعا ہے مری، بارگاہِ خدا میں
بچانا مسلماں کو ہر اک بلا سے
ہمیں ہے یقیں، ہم غلاموں کو اک دن
ملے گی جِناں مصطفیٰ کی عطا سے
ابھی تک تصور میں، صلِ علی کی
صدائیں نکلتی ہیں غارِ حرا سے
ابھی تک قمر میں ہے داغِ محبت
ذرا دیکھ گستاخ تو چشم وا سے
اگر موت آئے تو چوکھٹ پہ ان کی
یہی مانگتا ہے یہ ناصرؔ خدا سے

٭٭٭

جانور کو تری سرکار میں جھکتا دیکھا
بے زباں سنگ کو پڑھتا ترا کلمہ دیکھا
اپنا محور اسے رحمت نے بنایا آ کر جس جگہ پر
بھی ترا نقشِ کفِ پا دیکھا
اک اشارہ جو ہوا شاہِ دو عالم تیرا
پل میں چرتا مہہ کامل کا کلیجا دیکھا
جاگتی راتوں کے بے تاب تسلسل کی قسم
چشم وا نے بھی ترے پیار کا سپنا دیکھا
کیا کرے بات فقط فرش زمیں کی کوئی
عرش اعظم پہ بھی سرکار کا چرچا دیکھا
بے بسی، تشنہ لبی، رنج و الم، بیتابی
ان کے دربار میں ہر دکھ کا مداوا دیکھا
کیا جچیں گے انھیں دنیا کے یہ دلکش منظر
جن کی خوش بخت نگاہوں نے مدینہ دیکھا
ظلمتیں ساری فنا ہو گئیں، غم دور ہوئے
جس گھڑی میں نے لحد میں ترا جلوہ دیکھا
اِن نظاروں نے ہر اک امّتِ عاصی کے لیے
رات بھر جاگ کے سرکار کو روتا دیکھا
میں نے جب نعت لکھی عشق میں کھو کر ناصرؔ
سامنے ہے میرے آقا کا مدینہ دیکھا

✵✵✵

سب سے آخر میں وہی سب سے مقدم گزرے
سب سے افضل بھی وہی سب سے مکرم گزرے
ذرہ ذرہ ہے ثناخواں جو ابھی تک ان کا
ایسا لگتا ہے وہ اس راہ سے پیہم گزرے
شبِ معراج میں گلہائے جناں کہتے تھے
خوشبوئیں لو، قدَمِ سرور عالم گزرے
حرمِ پاک سے اس وادیِ لولاک تلک
ہو کے انوارِ الٰہی سے وہ مُدغَم، گزرے
درد و سوزش سے تڑپنے لگا جب دل میرا
مرے زخموں پہ وہ ملتے ہوئے مرہم، گزرے
اب تو بلوالو مدینہ کی حسیں وادی میں
روز و شب بیتے بہاروں کے بھی موسم گزرے
جو تھا صحرا اسے گل زار بنایا تم نے
جس زمیں سے بھی تم اے نورِ مجسم گزرے
ربِّ سلم کی صدا آنے لگی کانوں میں
سرِ شمشیر سے ڈرتے ہوئے جب ہم گزرے
رخ سرکار پہ لگتا ہے تبسم ناصرؔ
گلِ خوش رنگ پہ جیسے کوئی شبنم گزرے

✲✲✲

آمد حبیب کی گھڑی، صبح موسمِ بہار کی
کر رہی ہے جن کا ذکر، شب، رنگتیں ہیں زلفِ یار کی

ان پہ جاں لٹاؤ دوستو ان کے واسطے جیو، مرو
خلدِ پاک کو بھی ہے طلب مصطفیٰ کے جانثار کی

جن کو مصطفیٰ نے کہہ دیا آسمانِ عشق کے نجوم
مل سکا وہ مرتبہ کسے شان ہے جو چار یار کی

تشنہ لب غلام ہو اگر، کھول دیں وہ پانیوں کا در
کتنی مہربان انگلیاں ہیں حبیبِ کردگار کی

آگ الفتِ حبیب کی ہے جو قلب میں شرر فشاں
اس کو دے ہوا مرے خدا التجا ہے دل فگار کی

جو بھی ہیں شکارِ غم، الم، جائیں شاہ دین کے حضور
کرتے ہیں وہ غمگساریاں ہر حزین و بے قرار کی

آنکھوں کی یہی ہیں خواہشیں اور دل کی ہے یہ آرزو
تیری الفتوں میں ہو بسر راتیں عمرِ مستعار کی

ناصرؔ ان کی نعت پاک لکھ، ہے خدا کو بھی عزیز تر
ذکر ہر ادائے یار کا، باتیں ساری حسنِ یار کی

٭٭٭

اور کیا دل فگار کرتے ہیں
ہر گھڑی ذکر یار کرتے ہیں

نعت پاکِ شہہ امم لکھ کر
فکر کو بے غبار کرتے ہیں

میری آنکھوں کے جلتے بجھتے دیے
آپ کا انتظار کرتے ہیں

عمرِ جاوید ان کو ملتی ہے
تم پہ جو دل نثار کرتے ہیں

وہ رضا ہیں، جو سارے فتنوں سے
ہر گھڑی ہوشیار کرتے ہیں

اپنی بخشش کی ساری فریادیں
تجھ سے ہی گنہ گار کرتے ہیں

ن کے در کا طواف قدسی بھی
آ کے، ستر ہزار کرتے ہیں

وہ نظر آئیں خواب میں ناصرؔ
یہ دعا بار بار کرتے ہیں

✵✵✵

یہ زمیں نور، عرش علیٰ نور ہے
ہر طرف ان سے پھیلا ہوا نور ہے
جن کے جلوؤں سے عالم مُنَوّر ہوا
مبدأِ نور، نورِ خدا نور ہے
جس پہ میرے نبی محوِ آرام ہیں
وہ زمیں نور وہ بستر ا نور ہے
چاہے دیدو سزا یا مری جان لو
بارہا میں کہوں مصطفیٰ نور ہے
ظلم سہہ کر بلال، اپنے سرکار کو
تپتی ریتوں پہ کہتا رہا، نور ہے
نجدیو تم انھیں لاکھ کہہ لو بشر
ہم غلاموں کا بس مدعا نور ہے
ان کی شانِ مقدس میں اک میں ہی کیا
رب نے قرآں میں فرما دیا نور ہے
نجدیا نارِ دوزخ ہے مسکن ترا
میں ہوں سنی مرا آسرا نور ہے
چاند و سورج ستارے، یہ شجر و حجر
کہہ رہے ہیں شہہ دو سرا نور ہے
ناصرؔ اب کیا لکھے تیری توصیف میں
نورِ حق تیری ہر ہر ادا نور ہے

✲✲✲

میرے ایمان کی پہچان رسولِ عربی
تم پہ قربان مری جان، رسولِ عربی

میرا ایمان یہ کہتا ہے بربِّ کعبہ
آپ ہیں نور کے انسان رسولِ عربی

کیوں ڈروں حشر کے تپتے ہوئے سورج تجھ سے
میری بخشش کے ہیں سامان رسولِ عربی

وہ جو امت کی شفاعت کے لیے کرتے تھے
توڑ سکتے نہیں پیمان، رسولِ عربی

تیرے رخسار کی، گیسو کی، قسم کھاتا ہے
تجھ پہ اترا ہے جو قرآن رسولِ عربی

ان میں ہر خوشبو کی، ہر رنگ کی آمیزش ہے
سب نبی گل ہیں گلستان رسولِ عربی

سنتیں آپ کی ہیں ساتھ ہمارے ہر دم
کیسے ہوگا کوئی نقصان رسولِ عربی

ناصرؔ بے سر و ساماں پہ بھی ہو نظرِ کرم
یہ تمھارا ہے ثناخوان، رسولِ عربی

٭٭٭

علاجِ غم و بے خودی لکھ رہا ہوں
ترا وصف میں یا نبی لکھ رہا ہوں

مدینہ تری آرزو کرتے کرتے
اٹھی دل میں جو بیکلی، لکھ رہا ہوں

گلابی ہیں رخسار، آنکھیں کنول ہیں
تجھے مسکراتی کلی لکھ رہا ہوں

ابوبکر و فاروق و عثماں علی کی
جو تھی آپ سے دوستی، لکھ رہا ہوں

زباں کے قلم سے، میں قرطاسِ دل پر
ترے عشق کی چاشنی لکھ رہا ہوں

قرارِ دلِ غمزدہ کے لیے میں
نبی یا نبی یا نبی لکھ رہا ہوں

اے ماہِ مبیں جو ترے رخ سے پھوٹی
وہ دلکش، حسیں، چاندنی لکھ رہا ہوں

اے محبوبِ ربّ علیٰ تیری نعتیں
کبھی پڑھ رہا ہوں کبھی لکھ رہا ہوں

میں اوراق قسمت پہ عشق نبی سے
ہے خلد بریں سرمدی، لکھ رہا ہوں

ملے گی ثنائے شہِ دیں سے ناصرؔ
خیالوں کو پاکیزگی، لکھ رہا ہوں

٭٭٭

گلاب و نرگس و چمپا، چنبیلی یاسمیں دیکھا
کہیں لیکن گل باغِ رسالت سا نہیں دیکھا

عیاں جلوہ ترا ہر شے میں اے ماہِ مبیں! دیکھا
ہر اک دل میں ترا داغِ محبت جاگزیں دیکھا

بتاؤ آستانہ تم نے ایسا بھی کہیں دیکھا
جہاں پر سب نے جھکتے نور و رحمت کی جبیں دیکھا

زمین و آسماں کیا عرش و کرسی لا مکاں تک کو
اے رب کے لاڈلے میں نے ترے زیرِ نگیں دیکھا

جہاں پہنچے رضا کے چاہنے والے قلم لے کر
وہاں جتنی تھیں فتنوں کی دکانیں، اٹھ گئیں دیکھا

سرور و کیف کے عالم میں جب آنکھیں مچل اٹھیں
دل خوش بخت میں اس نورِ اول کو مکیں دیکھا

سبھی دولت سبھی شہرت سبھی جنت کے جویا ہیں
ترے منگتوں سے پُر ہے یا نبی ساری زمیں، دیکھا

عرب ہو یا عجم جس جا پہ دیکھا اعلیٰ حضرت کو
نبی کے دین کا ہر فیصلہ کرتے وہیں دیکھا

لٹا دوں گا میں تجھ پر جان و دل کا سارا سرمایہ
جو تجھ کو خواب میں بھی اے مرے پردہ نشیں دیکھا

سنا ہے آپ نے دنیا کا چپّہ چپّہ دیکھا ہے
مماثل مصطفیٰ کا آپ نے روح الامیں دیکھا؟

دہن گل گوں وہ لبہائے مبارک پنکھڑی جیسے
وہ چشمِ ناز ناصرؔ مصطفیٰ کی سرگیں دیکھا

٭٭٭

خیال آتا ہے ہر وقت ہر گھڑی مجھکو
ملے نہ طیبہ سے آنے کی رخصتی مجھکو

بہت ستاتی ہیں بے تابیاں مرے دل کو
صبا سنادے ذرا آکے ''یا نبیؐ'' مجھکو

اے کاش ہند سے طیبہ بلا کے اب کے برس
حضور اک دفعہ کہہ دیں ''خوش آمدی'' مجھکو

تمھارے شہر کا اک ذرہ مجھکو مل جائے
نہ چھو سکے گی کبھی فقر و مفلسی مجھکو

میں کر کے یاد شہہ دیں کو جب مچلتا ہوں
دوانہ کہتا ہے ہر ایک آدمی مجھکو

نثار جاؤں گا جس دن میں اپنے آقا پر
ملے گی جنت ابدی، ہنسی خوشی مجھکو

چھلکنے لگ گیا اب صبر کا یہ پیمانہ
ستا رہی ہے بہت میری بے کلی مجھکو

میں جب سے کرنے لگا ہوں ثنائے شاہ امم
تلاش کرتی ہے رحمت گلی گلی مجھکو

تجھے بلاتے ہیں سرکار چل مدینے چل
اے کاش آئے خبر یہ ابھی ابھی مجھکو

نبی کی نعت جو لکھنا تو باوضو رہنا
بتا رہی ہے یہ ناصرؔ کی عاشقی مجھکو

✲✲✲

نہ پوچھو گلشنِ ہستی کا کیسا ماجرا ہوگا
نظر کے سامنے جب گنبدِ خیر الوریٰ ہوگا

نگاہیں ہوں گی رقصاں دل میں روشن اک دیا ہوگا
لبوں پر مصطفیٰ یا مصطفیٰ یا مصطفےٰ ہوگا

ترا محبوب یا رب جس گھڑی مجھ سے خفا ہوگا
تو میرے اس دلِ بسمل پہ اک محشر بپا ہوگا

کوئی ہے جو سرِ لولاک کو پامال کرتا ہے
نہیں کوئی وہ محبوب جنابِ کبریا ہوگا

وہ کیا تھا ایک ٹھوکر میں جو ٹھہرا پھر نہیں آیا
مرا ایمان کہتا ہے احد کا زلزلہ ہوگا

اگر اسلام سے ہے انس و الفت ہم مسلماں کو
تو تیغ و تیر کے سایے میں بھی سجدہ ادا ہوگا

یہ کس نے مہر پلٹا، چاند کو دو ٹکڑے کرڈالا
امام الانبیا، بی آمنہ کا لاڈلا ہوگا

ترے خوابوں میں آئیں گے وہ کالے گیسوؤں والے
اگر تو بھی اے ناصؔر صاحب صدق و صفا ہوگا

✵✵✵

علاجِ غم و بے خودی لکھ رہا ہوں
ترا وصف میں یا نبی لکھ رہا ہوں

مدینہ تری آرزو کرتے کرتے
اٹھی دل میں جو بیکلی، لکھ رہا ہوں

گلابی ہیں رخسار، آنکھیں کنول ہیں
تجھے مسکراتی کلی لکھ رہا ہوں

ابوبکر و فاروق و عثماں علی کی
جو تھی آپ سے دوستی، لکھ رہا ہوں

زباں کے قلم سے، میں قرطاسِ دل پر
ترے عشق کی چاشنی لکھ رہا ہوں

قرارِ دلِ غمزدہ کے لیے میں
نبی یا نبی یا نبی لکھ رہا ہوں

اے ماہِ مبیں جو ترے رخ سے پھوٹی
وہ دلکش، حسیں، چاندنی لکھ رہا ہوں

✲✲✲

ہے ہم کو یقیں بلوائیں گے بندہ پرور انشاء اللہ
پھر ہم بھی مدینہ جانے کو کس لیں گے کمر انشاء اللہ
جب نام تمھارا لے لیں گے طوفان میں موجِ دریا کی
خود ہم کو کنارے پر لا کر چھوڑے گا بھنور انشاء اللہ
گر نامِ شہہ کونین پہ اک ادنیٰ سا بھی حرف آجائے گا
ہم ان پہ لٹا دیں گے اس دن، یہ جان وجگر انشاء اللہ
جلتا ہے چراغِ عشق نبی وادی میں ہمارے اس دل کی
جنت میں چلے جائیں گے ہم بے خوف وخطر انشاء اللہ
ہم ان کے مریض الفت ہیں دو دن کی فقط یہ فرقت ہے
اک روز ضرور وہ آئیں گے بیمار کے گھر انشاء اللہ
ہر رہ سے گزر جاؤ گے تم ہر منزل کو پالو گے تم
تم اپنی زباں سے کہہ دو گے اک بار اگر انشاء اللہ
میں پڑھ کے درودِ پاک ان پر سو جاؤں گا جو بستر پر
پھر آکے وہ طیبہ سے میری لے لیں گے خبر انشاء اللہ
گر شاہِ مدینہ چاہیں گے تو ہم بھی کریں گے ہنس ہنس کے
طیبہ کی مقدس وادی میں دن رات بسر انشاء اللہ
گر نعت، حضورِ آقا میں مقبول ہوئی تیری ناصرؔ
قدموں میں ترے جھک جائیں گے یہ شمس وقمر انشاء اللہ

✲✲✲

مناقب

آپ کا رتبہ نرالا اے شہہ عالی مقام
دین پر خود کو مٹایا اے شہہ عالی مقام
نعمت باری تعالی اے شہہ عالی مقام
آپ سبطِ شاہِ بطحا اے شہہ عالی مقام
بے خطر میدانِ کربل میں چلے آئے تھے اور
ہنستے ہنستے سر کٹایا اے شہہ عالی مقام
گلشن زہرا کی اے دلکش کلی تم پر سلام
مصطفیٰ نے تم کو سونگھا اے شہہ عالی مقام
دشمنوں کی بھیڑ میں تھے اور تھا سجدے میں سر
کیا گھڑی کیسا سماں تھا اے شہہ عالی مقام
جو لڑکپن میں کیا تھا وعدۂ اعلاے دیں
کربلا میں وہ نباہا اے شہہ عالی مقام
کیسا جذبہ تھا خدا کی راہ میں مٹ جانے کا
گھر کا گھر تم نے لٹایا اے شہہ عالی مقام
جب بھی ناصرؔ کوئی مشکل میں گھرا تو اس گھڑی
دل نے فوراً یہ پکارا اے شہہ عالی مقام

٭٭٭

شیرِ خدا کا شیر ببر کربلا کے بعد
دیتا ہے جیتنے کی خبر کربلا کے بعد

دل کہہ رہا ہے سُنّتِ شبیر ہو ادا
آئے وہ وقت پھر سے اگر کربلا کے بعد

جیسا کیا حسین نے اسلام کے لیے
پھر ہو نہ پایا ایسا سفر کربلا کے بعد

جس سے یزیدی کارواں فی النار ہوگیا
نایاب ہیں وہ تیغ و سپر کربلا کے بعد

پھر اٹھ سکا نہ دشمنِ دینِ حنیف کا
اک بار جھک گیا تھا جو سر، کربلا کے بعد

اے مرتضیٰ! یزیدی تو مردہ ہی تھے مگر
زندہ ہے اب بھی تیرا پسر کربلا کے بعد

ناصرؔ یزیدیوں کا ہوا جب سے غل چراغ
ہیں شام سونی سحر کربلا کے بعد

✲✲✲

کوئی نہ جان پایا ترا مرتبہ حسین
تو تو رسولِ پاک کا ہے لاڈلا حسین
ٹوٹے پہاڑ ظلم کے بھی، آپ نے مگر
ہرگز نہ کی کسی کے لیے بد دعا حسین
گردن پہ اپنے دین کی، رب نے سجا دیا
کس نے کہا کہ آپ کا ہے سر کٹا حسین
آڑے نہ آ سکی کوئی دیوار پھر مرے
جس معرکے میں نام ترا لے لیا حسین
جب ہو گئے شہید تو پھر آسمان سے
بے تاب بے قرار سا اک شور اٹھا ''حسین''
سجدہ جو تو نے کر لیا کربل میں اُس طرح
سجدہ کوئی نہ تیرے سوا کر سکا حسین
سردے کے دینِ حق کے لیے کارزار میں
عشق و وفا کا درس ہمیں دے گیا حسین
کچھ بھی ہو اپنے نانا کا وعدہ نبھائیں گے
لے کر گئے تھے کوفہ یہی مدعا حسین
ناصرؔ بس اتنا کہہ کے میں خاموش ہو گیا
اللہ کے نبی کا تھا اک معجزہ حسین

✲✲✲

بچایا دین نبی کو تم نے حسین کنبہ لٹا لٹا کر
نباہا نانا سے جو کیا تھا وہ وعدہ سجدے میں سر کٹا کر

کبھی لٹایا ہے کنبہ اس نے کبھی کٹایا ہے سجدے میں سر
ہو دیکھنا جو ادائے الفت قصیدہ شبیر کا پڑھا کر

رے ستمگر ہے تو نے توڑا گلِ گلستانِ مصطفیٰ کو
خدا تجھے کیسے بخش دے گا یہ فکرائے شمرِ بے وفا کر

سکینہ جو گنگنا رہی تھی زمینِ کربل کو یاد کر کے
رلا رہی ہے ہمارے دل کو صبا وہ نغمہ سنا سنا کر

جہاں پہ اٹھتی نہیں ہے آتش محبتوں کی، شہادتوں کی
وہاں لگا تو حسینی نعرہ وہاں پہ تو ذکرِ کربلا کر

ترے لیے بھی اے نفسِ مسلم وہ روئے، تڑپے، ستم اٹھائے
حسین کے مثل مصطفیٰ کی محبتوں کا تو حق ادا کر

حسین کی ایک ایک ادائیں تصوروں میں یہی بتائیں
نشہ ہی کرنا ہے لازمی، تو شراب الفت کا تو نشہ کر

مرے نبی کا ہے ہم پہ احساں کہ تنہا راتوں کو جاگ کر بھی
غلاموں کو بخشوا رہے ہیں خدا سے آنسو بہا بہا کر

یہ شان ہے شانِ ابنِ حیدر، کہ سجدہ کرتا ہے زیرِ خنجر
سزائے الفت میں کیا مزہ ہے، بتا دیا اس نے سر کٹا کر

دیا ہے سجدے کو طول جس کے لیے ہمارے نبی نے ناصرؔ
کوئی اگر پوچھے کون تھا وہ تو نام شبیر کا لیا کر

✲✲✲

عشق و وفا کا محور سرکار کا نواسہ
زہرہ کا ماہ و اختر سرکار کا نواسہ
دشمن تو تھے ہزاروں پر ان کے بالمقابل
لایا فقط بہتَّر سرکار کا نواسہ
مخمل کا ہے بچھونا ہم عاصیوں کا، لیکن
پایا لہو کا بستر سرکار کا نواسہ
خود چومتے ہیں جس کو باغِ خلیل کے گل
ہے کس قدر معطر سرکار کا نواسہ
ملعون ہیں یزیدی ہر شخص کی نظر میں
محبوبِ رب داور سرکار کا نواسہ
اسفل، قبیح، بدتر اہل ستم یزیدی
افضل، حسین، بہتر سرکار کا نواسہ
تنہا ہی کود بیٹھا نرغے میں ظالموں کے
رکھتا نہیں کوئی ڈر سرکار کا نواسہ
خاطر میں لاتا کیسے ظالم یزیدیوں کو
فرزندِ ابن حیدر سرکار کا نواسہ
ہر شخص کے دلوں میں اس وقت سے ابھی تک
جیتا ہے سر اٹھا کر سرکار کا نواسہ
اوراقِ دینِ حق پر ناصرؔ ہے کون چمکا
کہتے ہیں ماہ و اختر سرکار کا نواسہ

✲✲✲

تا ابد جو ہوتا ہے کربلا کی وادی میں
ایک ایسا سجدہ ہے کربلا کی وای میں

بھوک پیا س کی شدت بے دریغ قربانی
کیسا حشر برپا ہے کربلا کی وادی میں

سامنے ہزاروں کے اہل حق کی اک ٹولی
ظلم کا نشانہ ہے کربلا کی وادی میں

یک باپ نے اپنے پھول جیسے بیٹے کو
خون اگلتے دیکھا ہے کربلا کی وادی میں

ہے حسین کا صدقہ، اہل عشق و عرفاں نے
سر اٹھانا سیکھا ہے کربلا کی وادی میں

صرف اتنا کہتا ہوں میں کہ سرور دیں کے
جان و دل کا حصہ ہے کربلا کی وادی میں

شمع دیں کا پروانہ اپنا سر کٹا کر کے
کس طرح مچلتا ہے کربلا کی وادی میں

حق ادا کیا ناصرؔ دیں کا ابنِ حیدر نے
ہر کوئی یہ کہتا ہے کربلا کی وادی میں

✲✲✲

کیسے سمجھ سکے کوئی قیمت حسین کی
سرمایۂ حیات ہے الفت حسین کی

بے شبہہ ہے وہ مسکنِ سرکارِ دو جہاں
جس دل میں جلوہ گر ہے عقیدت حسین کی

پہلے ہی کہہ دیا تھا خدا کے حبیب نے
اسلام کو پڑے گی ضرورت حسین کی

ہم جا رہے ہیں اس لیے سوئے تنزلی
ہم نے بھلا دیا ہے نصیحت حسین کی

چشمِ فلک کو، کرب و بلا کی زمین پر،
غم میں بھگو رہی تھی شہادت حسین کی

بے خوف پھر رہی تھیں یزیدی بغاوتیں
ان کو پتا نہیں تھی حقیقت حسین کی

جب بھی نظر اٹھاتے تھے وہ سوئے آسماں
لیتی بلائیں جھوم کے رحمت، حسین کی

صدیق کو عمر کو اور عثماں علی کو بھی
جس پر ہے ناز وہ ہے شہادت حسین کی

بھٹکائے کیسے کوئی یزیدی ہمیں بھلا
ہم کو ہے یاد آج بھی سیرت حسین کی

خلد بریں ہے ان کا مکاں جن کے دل میں بھی
ناصرؔ بسی ہوئی ہے محبت حسین کی

☼☼☼

تمہیں معلوم کیا کیسا ہے رتبہ غوث اعظم کا
حبیب خالق اکبر ہے نانا غوث اعظم کا
یہی ہے آرزو دل کی یہی ہے آخری خواہش
لحد میں دوستو! رکھ دینا شجرہ غوث اعظم کا
کہوں گا اپنے دل سے کوئے جاناں میں پہنچ کر میں
مچل جاو کہ آیا در سہانہ غوث اعظم کا
کریں شمس و قمر بھی آرزو اس شان و رفعت کی
ہے کتنا اوج پر چمکا ستارہ غوث اعظم کا
خدا کے فضل سے اور شاہ بطحہ کی نوازش سے
ہے کعبہ غوث ا عظم کا مدینہ غوث اعظم کا
ردیف و قافیہ حرف روی اوزان اور لہجہ
مری اس نظم کا ہر ایک حصہ غوث اعظم کا
عمر صدیق و عثمان و علی کا واسطہ تجھ کو
ملے میرے خدا مجھ کو بھی صدقہ غوث اعظم کا
کیا حفظ کلام اللہ شہ نے بطن مادر میں
ذرا اے چشم بینا دیکھ رتبہ غوث اعظم کا
بنایا سارے ولیوں نے اسے اعزاز سر اپنا
عظیم المرتبت کتنا ہے ہے تلوا غوث اعظم کا
خدا محفوظ رکھے گا بلاوں سے تمہیں ناصرؔ
گلے میں ڈال لو تم اپنے طغرا غوث اعظم کا
✲✲✲

ڈوبنے والے کو پل بھر میں سفینہ دیدے
تو ہے وہ غوث جو قطروں کو بھی دریا دیدے

سارے ولیوں کے سروں پر ہے قدم جب اُن کا
یا خدا غوث کی الفت کا قرینہ دیدے

المدد جب بھی کہا اک آن میں امداد ملی
تو جسے چاہے ہر اک دکھ کا مداویٰ دیدے

اور کیا مانگے ترے در سے یہ منگتا تیرا
جس میں خوشبو ہو تری وہ گُل زیبا دیدے

راست گوئی پہ مرے غوث کی ، ربِّ کعبہ
ایک رہزن کو بھی ایمان کا تمغہ دیدے

با خدا بندۂ قادر وہ محی الدیں ہے
صرف اک لمحے میں ناصرؔ تجھے کیا کیا دیدے

٭٭٭

پیکر رشد و ہدایت حضرتِ عبد العزیز
جھومتے بارانِ رحمت حضرتِ عبد العزیز

ہیں شریعت کے وہ جامع اور فخرِ علم و فن
نازشِ علمِ طریقت حضرتِ عبد العزیز

اشرفیہ ہوگیا اوجِ ثریا کا نظیر
آپ نے بخشا ہے رِفعت حضرتِ عبد العزیز

کوئی دشمن آگیا ہے سامنے جب آپ کے
آپ نے دی ہے ہزیمت حضرتِ عبد العزیز

آپ کے تلمیذ ہیں اپنے زمانے کے نجوم
آپ سے ہے سب کو الفت حضرت عبد العزیز

آپ ہیں فخر رضا خاں مفتیٔ اعظم بھی اور
نازش صدرِ شریعت حضرت عبدُ العزیز

ہر گھڑی بخشے ہمیں علم و ہنر کی دولتیں
آپ کی جود و عنایت حضرت عبد العزیز

آپ کا صدقہ ملے ناصرؔ کو تو کیا خوب ہو
آپ ہی ہیں غرض و غایت حضرت عبد العزیز!

✲✲✲

میرا منظوم تعلیمی سفرنامہ

ذات باری کے لئے حمد و ثنا — اور درود پاک بہر مصطفیٰ
آل سرکار دوعالم پر سلام — جو صحابہ ہیں درود ان پر مدام
شکر کا تحفہ برائے والدین — جن کے صدقے آیا شوق دل کو چین
ان پہ میری ہر خوشی قربان ہے — کیوں کہ ان سے ہی مری پہچان ہے
ایک بچہ نا سمجھ نادان سا — جس نے اب تک درد دل سمجھا نہ تھا
والدہ نے نام ناصرؔ تھا رکھا — اپنے والد کا تھا بے حد لاڈلا
کرنے روشن دل میں حکمت کی ضیا — آٹھ سالا عمر میں وہ چل پڑا
تھا بدیعہ رضویہ پہلا مقام — جس جگہ سے چلنا سیکھا وہ غلام
غم نہ تھا چھوٹا اگر اپنا نگر — تھی امنگِ علم دل میں خوب تر
مہرباں استاذ جب اسکو ملا — علم کا آغاز اس نے کر دیا
اس میں وہ قائم رہا بس ایک سال — پھر بھی اس کو تھا نہ گھر کا کچھ خیال

مشورہ اس کو بزرگوں کا ملا — شہر دربھنگہ میں ہجرت کر گیا
پھر گیا وہ خانقاہ عالیہ — تب ہوا کچھ زندگی سے آشنا
سایۂ سادات میں پھولا پھلا — اک سعادت اس طرح وہ پا گیا
ابتدا سے علم کی شروعات کی — ثالثہ تک کی وہاں تعلیم لی
بعد پھر اس کے کیا یو پی سفر — جو سفر بے شک تھا مانند سقر
ساتھ اسکے والد ماجد بھی تھے — دل میں خواہش کامیابی کی لیے
اول اول کر کے امید سلام — تھا درِ صدرالشریعہ پر قیام
منظر ان کے روضۂ پر لطف کا — دل نشیں اور دلربا پرنور تھا
کچھ دنوں کے بعد پھر ادری گیا — خیر سے آخر اقامت پا گیا
ایک سالہ زندگی کی واں بسر — چند اہل علم کے زیرِ نظر
بعد تعطیل کلاں اک مہرباں — دے گیا پیغام اک عظمت نشاں
اشرفیہ کے حوالے سے اسے — کہ رہا تھا داخلہ لے لیجئے
مشورہ سن کر کے یہ فرحت فشاں — لاکھوں امیدوں نے لی انگڑائیاں
لے کے ارمانوں کی سینے میں شعاع — بعد رمضاں ٹیسٹ دینے آ گیا
آہ منظر ٹیسٹ کا مت پوچھیے — سیکڑوں واں تشنگانِ علم تھے
سب کے دل کی ایک ہی تھی آرزو — حافظ ملت کے کاشانے کی بو
کیوں کہ واضح تھا یہ ہر ہر فرد پر — علم بٹتا ہے یہاں آٹھوں پہر
آخرش آیا وہ وقت امتحاں — تھے حضور رب میں سب گریہ کناں
اللہ اللہ کر کے جب فارغ ہوا — در پہ فوراً حافظ دیں کے گیا
ان کے صدقے میں دعائیں رب سے کی — آخری تھا کام اس کا بس یہی

کچھ دنوں کے بعد اک دن رات میں
چاندنی کی دلنشیں برسات میں
وہ تھا اور اک نیند کی آغوش تھی
اس کی قسمت تھی مگر جاگی ہوئی
صبح روشن کی کرن کے ساتھ ساتھ
رنگ الفت میں ڈھلی اس کی بھی ذات
فون پر اک ہم قدم نے یہ کہا
صد مبارک ہو گیا ہے داخلہ
یہ خبر سن کر کے باچھیں کھل اٹھیں
گویا سب دل کی مرادیں مل گئیں
آرزووں کا لئے روشن دیا
جامعہ میں باخوشی داخل ہوا
یاں پہ آ کر کے ہوا معلوم یہ
تھے بڑے پرخار پہلے راستے
اب کے آئی ہیں بہاریں زیست میں
ورنہ کیا تھا عمر ہست و نیست میں
جامعہ کے صحن میں باضابطہ
ہوگیا آغاز پھر تعلیم کا
ایسے ایسے واں ہر اک استاذ تھے
جن پہ نازاں تھے ہنر کے قافلے
صدر علما تھے ، محدث تھے کوئی
اور فقاہت کے ستارہ تھے کوئی
تھے امام فن کوئی ، رشکِ ہنر
سب کے سب پائے تھے حکمت کے گہر
تھام کر دامان استقلال کا
جب وہاں گزرا سفر دو سال کا
مالک کل کی عنایت ہو گئی
بھیک میں دی اس نے فن شاعری
ابتدا میں کی غزل گوئی بہت
مل گئی اس سے چمک تھوڑی بہت
حسن فانی پر تھا ہر لمحہ فدا
تھا کسی کی زلف میں الجھا ہوا
لفظ سے عشق مجازی تھا عیاں
آنکھیں ، ابرو ، عارض ولب کا بیاں
ایک دن پھر اس کی قسمت کھل گئی
دل میں عشق مصطفیٰ کی لو جلی
یا کر کر کے سراپائے نبی
شاعری پھر نعت کی شروعات کی
کامیابی اس طرح حاصل ہوئی
لکھتے لکھتے سیکڑوں نعتیں لکھی

اور پھر اک وقت ایسا بھی ہوا سال دستار فضیلت آگیا
ایسے موقع پر کسی مداح نے عرض کی نعتیں جمع کر دیجئے
کر لیا پھر اس نے یہ عرضی قبول اور جمع کر ڈالا کچھ مدحِ رسول
کر کے نعت و منقبت اس نے جمع نام پھر ''تحدیث نعمت'' رکھ دیا
ابتدا میں لکھی کچھ حمد و دعا منقبت بھی بیشتر شامل کیا
دیکھ کر وہ زمزمہ اہل ہنر دی دعا ، کر ڈالا منظور نظر
اس طرح لاکھوں دعائیں مل گئیں دل کی سب مرجھائی کلیاں کھل گئیں
نعمتِ عظمیٰ غزل کا زمزمہ عزم اس کا بھی پھر اس نے کر لیا
ایک دن آخر وہ لمحہ آگیا سر پہ سہرا علم و فن کا سج گیا
اے ہمارے قارئین محترم یاد رکھنا ہم کو بھی بہرِ کرم
آخرش اے میرے مالک، اے خدا!
اور بھی ناصرؔ کو نعمتؔ کر عطا

ناصر خان نعمتؔ مصباحی

کی پرکیف

غزلیات کا حسین مجموعہ

نعمتِ عظمیٰ

بہت جلد منظر عام پر آ رہا ہے۔